ماہنامہ

مصباح

مجلة "المصباح" ملحق مجلة "البشرى" (باللغة الأردوية) ماہنامہ "مصباح" دسمبر ۲۰۰۹ء، مطابق ذی الحجہ ۱۴۳۰ھ/محرم ۱۴۳۱ھ

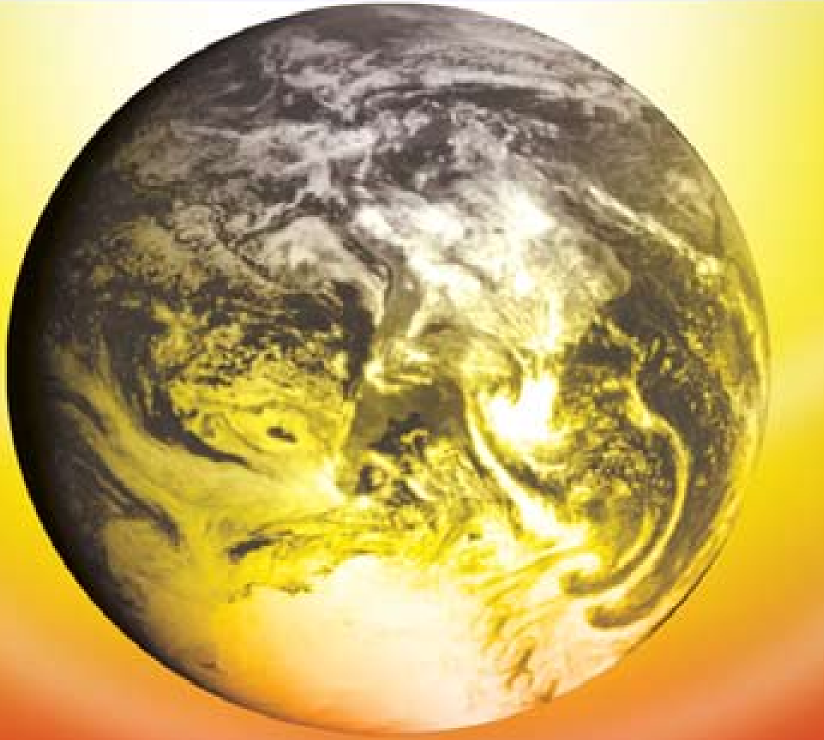

عالمی ماحولیاتی تبدیلی: ذمہ دار کون؟

قرآن نے میرے دل کی دنیا بدل دی

کیا آپ اپنی تجارت کو بابرکت بنائیں گے؟

IPC
لجنة التعريف بالإسلام
ISLAM PRESENTATION COMMITTEE
جمعية النجاة الخيرية

مجلة "المصباح" ملحق مجلة "البشرى" (باللغة الأردوية)

مصباح
ماہنامہ

ماہنامہ "مصباح" دسمبر ۲۰۰۹ء مطابق ذی الحجہ ۱۴۳۰ھ/محرم ۱۴۳۱ھ

سرپرست اعلیٰ
محمد اسماعیل الانصاری

نگران عمومی
خالد عبداللہ السبیع

ایڈیٹر
صفات عالم محمد زبیر تیمی

معاون ایڈیٹر
اعجاز الدین عمری

مجلس ادارت
سید عبدالسلام عمری — شیخ عبدالسلام عمری
محمد شاہنواز محمدی — محمد عزیز الرحمن
شیخ حبیب الرحمن جامعی

رابطہ کا پتہ
ipc پوسٹ بکس نمبر: 1613 صفاۃ 13017 کویت
فاکس : 22400057
فون نمبر : 22444117 EXT. 104
ایمیل : safatalam12@yahoo.co.in
ویب سائٹ: www.ipc-kw.com

ناشر
لجنۃ التعریف بالاسلام (ipc) کویت

گرافک ڈیزائن
نوشاد زین العابدین

مؤسسة زخرف للدعاية والإعلان
Zukhruf Advertising Agency
www.zukhruf.net
Tel. 99993072

اس شمارے میں

تجلیات	عالمی ماحولیاتی تبدیلی: ذمہ دار کون؟	2
صدائے عرش	جنت کے وارث	3
آئینۂ رسالت	بہترین تین اموال	3
ہدایت کی کرنیں	قرآن نے میرے دل کی دنیا بدل دی	4
دعوت وحکمت	آج میں نے ابوجہل سے تمہارا بدلہ لے لیا	5
سیرت کے البم سے	ہجرت نبوی ﷺ	6-7
تربیت وتزکیہ	کیا آپ اپنی تجارت کو بابرکت بنائیں گے؟	7-8
اصول کامرانی	خود اعتمادی کو کیسے بحال کریں؟	9
اصلاح معاشرہ	معاشرے کی خرابیاں اور ہماری ذمہ داریاں	10-11
آداب زندگی	لباس اور زینت کے آداب	13
مشاہد فطرت	وجود باری تعالی کے دلائل	14
فقہ وفتاوی	آپ کے مسائل اور ان کا حل	15
نکہت گل		16
خبر ونظر	اسلامی خبریں	17
باغیچۂ اطفال	حسد کا انجام - ایک پہاڑ اور گلہری	18
روداد چمن	ipc کے شب وروز	19
بزم ادب	ایک شام ادب	20

❖ كلمة العدد (تغير المناخ العالمي إنذار من الله تعالى) ❖ قبس من القرآن الكريم (...أولئك هم الوارثون)
❖ قبس من الأحاديث النبوية (أفضل أموال الدنيا) ❖ أنوار الهداية (تأثر بالقرآن الكريم ...فأسلم)
❖ لمحة عن الهجرة النبوية ❖ هل ترغب البركة في تجارتك ؟ ❖ مهارات الإعتماد على النفس
❖ الفساد المنتشر في المجتمع المسلم ومسئوليتنا تجاهه ❖ آداب اللباس والزينة
❖ دلائل وجود الباري جل وعلا ❖ الفتاوى الشرعية ❖ أخبار العالم الإسلامي
❖ واحة الأطفال ❖ أخبار اللجنة ❖ النادي الأدبي -

﴿ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ أَيْدِي النَّاسِ لِيُذِيقَهُم بَعْضَ الَّذِي عَمِلُوا لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ﴾

(الروم41)

"خشکی اور تری میں......لوگوں کے اپنے ہاتھوں کی کمائی کے باعث......بگاڑ پیدا ہو گیا ہے۔
تاکہ ان کے بعض کرتوتوں کا پھل انہیں چکھادے، ممکن ہے کہ وہ باز آجائیں"۔

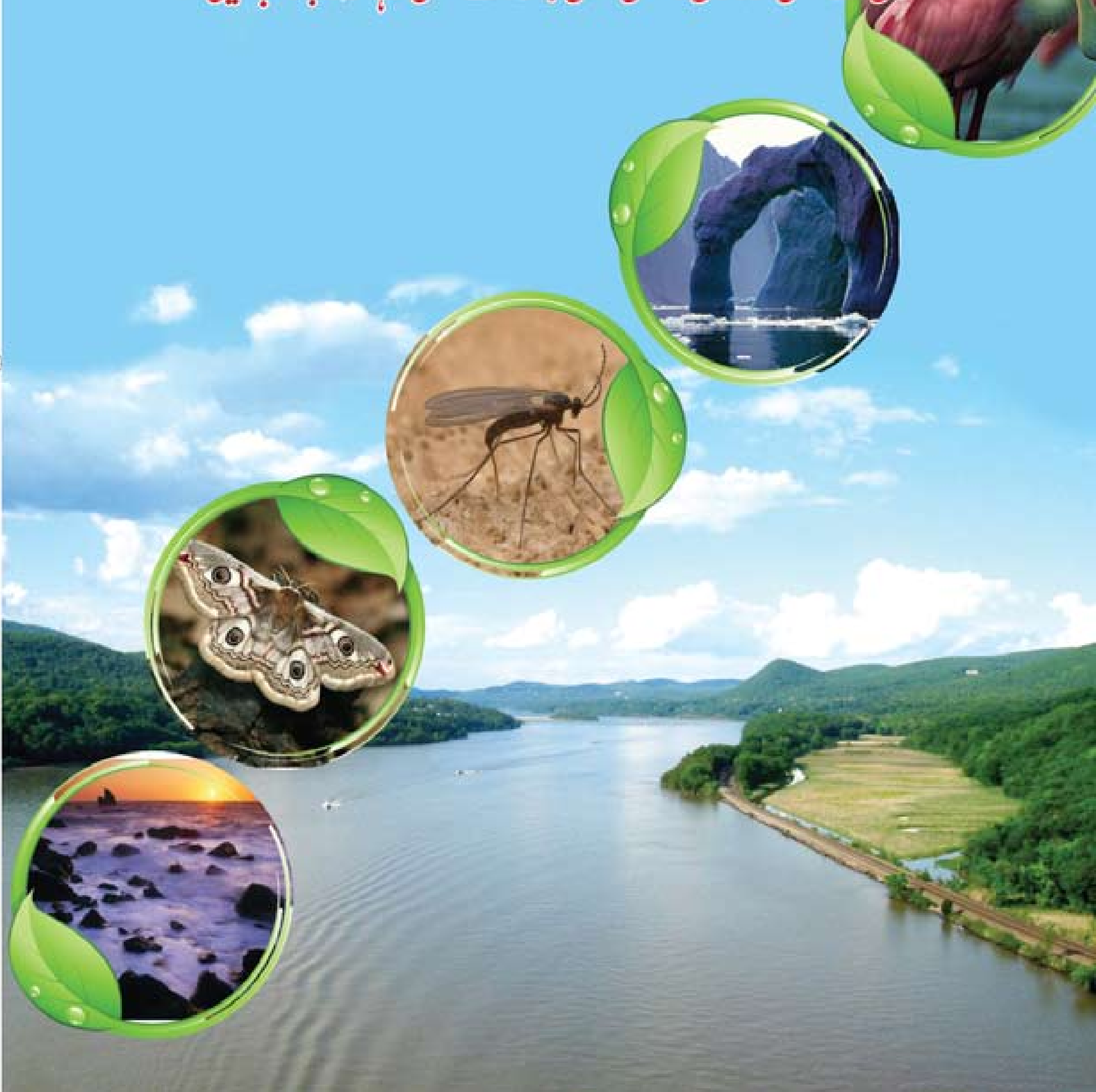

صدائے عرش

جنت کے وارث

﴿وَالَّذِينَ هُمْ لِأَمَانَاتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ رَاعُونَ ، وَالَّذِينَ هُمْ عَلَىٰ صَلَوَاتِهِمْ يُحَافِظُونَ أُولَٰئِكَ هُمُ الْوَارِثُونَ، الَّذِينَ يَرِثُونَ الْفِرْدَوْسَ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ﴾ (المومنون ۸۔۱۱)

ترجمہ: جواپنی امانتوں اور وعدے کی حفاظت کرتے ہیں، جواپنی نمازوں کی نگہبانی کرتے ہیں، یہی وارث ہیں جو فردوس کے وارث ہوں گے، جہاں وہ ہمیشہ رہیں گے۔

تشریح: سورۃ المومنون کی ابتدائی دس آیات میں جنت کے وارث ہونے والوں کے آٹھ صفات بیان کیے گیے ہیں (۱) نمازوں میں خشوع وخضوع (۲) لغویات سے پرہیز (۳) زکوٰۃ کی ادائیگی (۴) شرمگاہوں کی حفاظت (۵) امانتوں کا پاس ولحاظ (۶) ایفائے عہد (۷) نمازوں کی نگہبانی۔

پھر بتایا گیا کہ ان مذکورہ صفات کے حامل مومن ہی فلاح یاب ہوں گے جو بہشت کی پرکیف نعمتوں کے حقدار بنیں گے۔ جنت بھی جنت الفردوس جو جنت کا اعلیٰ حصہ ہے جہاں سے جنت کی نہریں جاری ہوتی ہیں۔

زیر نظر آیات میں ادائیگی امانت، ایفائے عہد اور نمازوں کی محافظت جیسے تین اہم صفات کا ذکر کیا گیا ہے۔ امانت کی ادائیگی اور وعدے کا لحاظ رکھنا مومنوں کی خاص علامت ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو امانت دار نہیں اس کے دین کا کوئی اعتبار نہیں اور جو وعدہ کر کے پورا نہیں کرتا اس کا ایمان قابل قبول نہیں۔ مومن کی یہ خوبی ہے کہ جب اس کے پاس کوئی امانت رکھی جائے تو وہ اس میں خیانت نہیں کرتا خواہ اس میں اس کا کتنا بھی نقصان ہو جائے۔ امانت صرف رقم یا کوئی چیز ہی نہیں ہوتی بلکہ بات اور مجلس بھی امانت ہوتی ہے۔ لہٰذا اللہ کا قرب اور کامیابی حاصل کرنے کے لئے امانت اور وعدے کا لحاظ کیا جائے۔ امانت میں خیانت اور وعدہ پورا نہ کرنا منافق کی علامت ہے۔

مومن جس سے جو بھی وعدہ کرتا ہے اسے پورا کرتا ہے اس لئے کہ اللہ نے حکم دیا ہے کہ وعدے پورے کرو۔ امانت اور وعدے کی پاسداری کے ساتھ ساتھ مومن اپنی نمازوں کی حفاظت کرتے ہیں۔ نماز کی حفاظت کا مفہوم یہ ہے کہ پانچوں نمازیں مقررہ اوقات پر سنت نبوی کے مطابق ادا کرنا، جو اپنی نمازوں کی حفاظت نہیں کرتے۔ ان کے لئے اللہ نے جہنم کی ویل وادی میں داخلے کی خبر دی ہے یا انہیں ہلاکت سے ڈرایا ہے۔ امانت میں خیانت نہ کرنے والے اور اپنے کئے ہوئے وعدے کا پاس کرنے والے جو اپنی نمازوں کی حفاظت کرتے ہیں ان کے لئے جنت میں داخلے کی بشارت کے ساتھ ساتھ یہ خوشخبری بھی دی جارہی ہے کہ وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔ جنت میں ایسی ایسی نعمتیں ہیں جن کا تصور بھی ذہن میں نہیں آیا۔ اس مقام پر ہمیشہ رہنا بڑی ہی سعادت کی بات ہے۔

لیکن افسوس کہ آج یہ صفات مسلمانوں کی اکثریت سے مفقود نظر آتی ہیں، کہاں کی امانت کی ادائیگی؟ کہاں کی ایفائے عہد؟ اور کہاں گئی نمازوں کی محافظت؟ کسی سے امانت لے لی اور مال ہضم کر گئے، کسی سے معاملہ کرلیا اور نظر انداز کرتے رہے، وعدہ کرلیا اور وعدہ خلافی میں کوئی جھجھک محسوس نہیں کی۔ ہم تو مسلمان ہیں نا۔۔۔۔ ہماری ایک پہچان ہونی چاہیے، ہمیں دوسروں کے لیے نمونہ بننا چاہیے، آج غیر مسلم ہمیں معاملات میں کوتاہ دیکھ کر ہی اسلام سے متعلق شک میں مبتلا ہیں، اسلام مکمل نظام حیات ہے، اسے پوری طرح زندگی میں اتارنے کی ضرورت ہے۔

آئینۂ رسالت

تین بہترین اموال

((عن ثوبان ﷺ قال لما نزلت الذین یکنزون الذھب والفضۃ، کنا مع النبی ﷺ فی بعض أسفارہ فقال بعض أصحابہ نزلت فی الذھب والفضۃ، لو علمنا أی المال خیر فنتخذہ. فقال أفضلہ لسان ذاکر وقلب شاکر وزوجۃ مؤمنۃ تعینہ علی ایمانہ)) (رواہ احمد والترمذی وابن ماجۃ)

ترجمہ: "ثوبان ﷺ سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی (جس کا ترجمہ ہے) "جو لوگ سونا چاندی جمع کرتے ہیں۔۔۔۔" اس وقت ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کسی سفر میں شریک تھے اس آیت کو سن کر بعض صحابہ کرام نے کہا یہ آیت سونے اور چاندی (کی مذمت) میں نازل ہوئی ہے۔ کاش ہمیں پتہ چل جائے کہ کونسا مال بہتر ہے ہم (سونے چاندی کے بجائے) وہ مال حاصل کرلیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "بہترین مال وہ زبان ہے جو اللہ کے ذکر میں مشغول رہتی ہے اور وہ دل ہے جو شکر ادا کرتا ہو اور وہ ایمان دار بیوی ہے جو دینی معاملات میں خاوند کی مددگار رہتی ہے۔" (احمد، ترمذی، ابن ماجہ)

تشریح: زیر نظر حدیث میں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے دینی جذبہ کا ایک نمونہ پیش کیا گیا ہے، حقیقت یہ ہے کہ یہ نفوس قدسیہ نیکیوں کی رسیا تھیں، ان کی ہر وقت یہی کوشش ہوتی تھی کہ کسی نہ کسی طرح نیکیاں حاصل کرلیں اور ایسا عمل کریں جو دنیا و آخرت کے لئے نفع بخش ہو۔ جب سفر کے دوران والذین یکنزون الذھب والفضۃ تا آخر سورہ نازل ہوئی تو انہیں فکر لاحق ہوئی کہ سونا چاندی جمع کرنا تو جہنم کی آگ کو دعوت دینا ہے۔ لہٰذا ہمیں کسی ایسے مال کا علم ہو جائے جو ہمارے لیے نفع بخش ہو۔ ہم وہ مال جمع کرلیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی بات سن کر فرمایا تین چیزیں بہترین مال ہیں۔

- پہلی چیز وہ زبان ہے جس پر ہمیشہ اللہ کا ذکر جاری رہتا ہو۔ اسلام نے زبان کی حفاظت کرنے کی بہت زیادہ تاکید کی ہے یعنی زبان، عمدہ کلام اور خوش گفتاری بہترین مال ہے
- دوسری بہترین چیز جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمدہ مال قرار دیا ہے وہ ایسا دل ہے جو اللہ کا شکر ادا کرتا ہو۔ شکر گزار بندہ ہمیشہ صاف دل والا ہوتا ہے اور جو دل اللہ کی یاد سے غافل ہو وہ شکر ادا نہیں کرتا
- تیسری چیز جسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمدہ مال قرار دیا وہ ایمان دار بیوی ہے جو نیکی کے کاموں میں اپنے خاوند کا ہاتھ بٹائے۔ نیک کاموں کی ادائیگی کے لیے اسے فارغ رکھے، ہمیشہ اپنے ہی معاملات میں نہ پھنسائے رکھے بلکہ نیکی کا سبق بھی دے اور نیکی کرنے کے لئے اسے وقت بھی دے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "وہ جوڑا انتہائی خوش بخت ہے جو ایک دوسرے کو نماز کے لیے جگائے اور نیکی میں معاونت کرے۔

اس لیے ہر شخص کو چاہیے کہ زبان کی ایسی تربیت کرے جو اللہ کے ذکر میں مشغول رہنے لگے، دل کی ایسی تربیت کرے جو خوشی و غم ہر حال میں تقدیر الٰہی پر راضی ہو اور ہمہ وقت شکر الٰہی کے جذبات سے معمور ہو۔ نیز بیوی کی ایسی تربیت کرے کہ وہ دینی معاملات میں اس کی مددگار بن جائے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق دے۔ آمین

ایڈیٹر

عالمی ماحولیاتی تبدیلی: ذمہ دار کون؟

خالق کائنات نے اس عالم رنگ و بو کو نہایت مضبوط اور مستحکم بنیادوں پر پیدا کیا ہے، یہاں کی ہر چیز با مقصد، باہدف اور انسانی ضرورت کے عین مطابق ہے، کوئی بھی چیز بیکار، عبث اور نکمی نہیں، پھر پروردگار نے ان نعمتوں کو انسان کے تابع اور مسخر کر دیا کہ وہ جیسے چاہے اور جس انداز میں چاہے انہیں اپنے کام میں لائے، اس کے لیے انسان کو عقل کی لازوال نعمت سے مالا مال کیا گیا۔ اسی نعمت عقل کی بنیاد پر آج کے اس ترقی یافتہ دور میں انسان نت نئی چیزیں ایجاد کر رہا ہے، ستاروں پر کمندیں ڈال رہا ہے، زہرہ و مریخ اور شمس و قمر کے فاصلوں کو سمیٹ رہا ہے۔

یہ ساری تسخیری صلاحیتیں اپنی جگہ، لیکن انسان کو قطعاً اس بات کی اجازت نہیں کہ وہ تسخیر کائنات کے زعم میں مبتلا ہو کر نظام کائنات سے چھیڑ خانی کرنے لگے، اگر ایسا کرتا ہے تو اس کا منفی ردعمل سامنے آئے گا، نظام کائنات بگڑے گا، جس کے نتیجہ میں زندگی اجیرن ہوگی، جان و مال کی تباہی ہوگی، اور بحر و بر میں اضطراب پیدا ہوگا۔

کرۂ ارضی کی موجودہ صورتحال کو دیکھ کر آج کل یہی کچھ اندازہ لگ رہا ہے۔ جنگلات کی صفائی، درختوں کی کٹائی، اور توانائی کے بے جا استعمال سے ماحولیاتی بگاڑ پیدا ہوا ہے، زمین کا درجۂ حرارت بڑھا ہے، اور موسمی تبدیلی آئی ہے۔ اگر اس پر قابو نہ پایا گیا تو آئندہ سالوں میں اس کے بھیانک نتائج سامنے آئیں گے۔

سائنس داں کہتے ہیں کہ فضائی کرہ کا ئنہ کے بالائی حصے میں ۳۲ کیلومیٹر کے فاصلے پر اوزون کی ایک پرت ہے جو غلاف کی طرح ہے، یہ پرت گویا سورج کی روشنی کے لیے ایک فلٹر اور چھلنی کی مانند ہے جو سورج سے آنے والی ہلاکت خیز اور خطرناک حد تک گرم شعاعوں کو اپنے اندر جذب کر لیتی ہے۔ اگر ایسا نہ ہو تو یہ نیچے زمین پر پہنچ کر جانداروں میں کینسر اور نباتات کی تباہی کا باعث بنیں گی۔ آج یہی کچھ ہوا ہے...... کارخانوں، فیکٹریوں، اور فضا میں گردش کرتے جہازوں سے جو دھواں نکل رہا ہے اور گیس خارج ہو رہا ہے وہ گولوں کی شکل میں تبدیل ہو کر اوزون کی اس پرت سے ٹکراتے ہیں، جس کے باعث اس پرت میں جگہ جگہ شگاف پڑ چکے ہیں، ہو سکتا ہے کہ کسی وقت یہ پرت بالکل ختم ہی ہو جائے، اس کے نتیجہ میں آبی ذخیرے بالکل خشک ہو سکتے ہیں، اس درجۂ حرارت کی بنیاد پر سمندر میں موجود بڑے بڑے گلیشیر پگھلنے لگے ہیں اور ان کا پانی سمندر کے پانی میں مل کر سطح آب میں اضافہ کر رہا ہے۔ سائنسدانوں کا اندازہ ہے کہ اگر یہی صورتحال رہی تو چند سالوں میں دنیا کے ساحلی شہر غرق آب ہو جائیں گے، اور 2050 تک زمین بھی ختم ہو جائے گی۔

سروں پر منڈلا رہے ان سنگین خطرات نے عالمی رہنماؤں اور سائنس دانوں کی نیند خراب کر رکھی ہے، اس کے ازالہ کے لیے پچھلے کئی سالوں سے عالمی سطح پر مذاکرات ہو رہے ہیں، سیمینار اور سمپوزیم ہو رہے ہیں، بین الاقوامی کانفرنسیں ہو رہی ہیں، ابھی ڈنمارک کے دارالحکومت کوپن ہیگن میں اس قبیل کا بین الاقوامی اجلاس اختتام پذیر ہوا ہے، اس کانفرنس کو بھی مبصرین نتائج کے اعتبار سے غیر اطمینان بخش قرار دے رہے ہیں، واقعہ یہ ہے کہ نقصاندہ گیس کا اخراج ترقی یافتہ ممالک زیادہ کرتے ہیں، جبکہ خسارہ زیادہ تر ترقی پذیر ممالک کا ہو رہا ہے۔ ایسی صورتحال میں جب تک ترقی پذیر ممالک کو خاص مراعات نہیں ملتی وہ سمجھوتے کو کیسے تسلیم کر لیں گے؟

بہر کیف اس سے قطع نظر کہ کس حد تک اس خطرے پر کنٹرول پانے کا اتفاق ہوتا ہے ہمیں سر دست اس سوال پر غور کرنا ہے کہ آخر اس موسمی تبدیلی کا ذمہ دار کون ہے؟ اور اس سے ہمیں کیا سبق ملتا ہے؟ کیونکہ اس کا تعلق براہ راست ہم سے ہے۔

قرآن کریم نے بحر و بر میں فساد واقع ہونے کی طرف اشارہ کیا ہے، تاہم اس کا ذمہ دار حضرت انسان ہی کو ٹھہرایا ہے، (الاعراف ۵۶)۔ پھر اس نے ہر چیز کے استعمال میں اعتدال و توازن کی تاکید کی ہے اور اسراف و فضول خرچی کو شیطانی عمل قرار دیا ہے۔ قرآن کہتا ہے "اسراف مت کرو بیشک وہ (اللہ تعالی) اسراف کرنے والوں کو پسند نہیں فرماتا" (الانعام ۱۴۱) دوسری جگہ ارشاد باری تعالی ہے "جب وہ لوٹ کر جاتا ہے تو زمین میں فساد پھیلانے کی اور کھیتی و نسل کی بربادی کی کوشش میں لگا رہتا ہے" (البقرۃ ۲۰۵) یہ آیت گو کہ ایک خاص پس منظر میں اتری ہے تاہم اس حکم میں وہ سارے لوگ داخل ہوں گے جو ان مذموم صفات کے حامل ٹھہریں گے۔

ذرا آیت پر باریکی سے غور کیجئے کہ کس طرح اللہ تعالی نے زمین میں فساد مچانے اور حرث و نسل کو تباہ کرنے کے بیچ ربط قائم کیا ہے۔ کیا جنگلات کا صفایا، توانائی کے استعمال میں تجاوز جس کے باعث جانوں کی ہلاکت ہو رہی ہے حرث و نسل کی تباہی نہیں؟ اگر قرآنی تعلیمات کے مطابق فطری اشیاء کو اپنی جگہ رہنے دیا جاتا، اور گیس کے اخراج میں اعتدال و توازن برتا گیا ہوتا تو انسانیت کو یہ دن نہ دیکھنے پڑتے۔ ایک مسلمان یہاں پر یہ سبق حاصل کرتا ہے کہ انسان کے لیے امن و سکون فطری نظام کی تابعداری میں ہے۔ اس لیے اُسے چاہیے کہ انسانی مصلحتوں کی خاطر نظام کائنات کو اپنی قدرتی رفتار پر برقرار رہنے دے اور ارضی و سماوی آفات کے وقوع سے پہلے کتاب الٰہی میں اس کا حل ڈھونڈے، یہ اللہ تعالی کی طرف سے ایک طرح کا الٹی میٹم ہے کہ انسان فطرت کی طرف لوٹ آئے۔

آج میں نے ابوجہل سے تمہارا بدلہ لے لیا

محمد آصف ریاض

میرے ساتھ آفس میں کام کرنے والے میرے ایک غیر مسلم دوست نے اسلام کے بارے میں مجھ سے چند سوالات کئے۔ اپنے سوالات کے بعد انھوں نے کہا کہ آصف صاحب، میں یہ سوالات آپ سے اس لئے کر رہاں کیونکہ آپ مجھے ایک اعتدال پسند مسلمان نظر آتے ہیں۔ آپ ہارڈ کور نہیں ہیں۔ مجھے ہارڈ کور (شدت پسند) ہندو اور مسلمان دونوں ناپسند ہیں۔

ان کی بات سن کر میرے ذہن میں ایک سوال یہ ابھرا کہ مسلمانوں کو جو دین ملا ہے اس کا نام (اسلام) ہے، جس کے معنی رواداری، سلامتی اور امن کے ہیں۔ مزید یہ کہ قرآن میں اللہ کو رب العالمین اور پیغمبر اسلام کو رحمت اللعالمین کہا گیا ہے۔ پھر مسلمان شدت پسند کس طرح ہو سکتے ہیں؟

بہت غور و خوض کے بعد میں اصل خرابی کا پتہ لگانے میں کامیاب ہو گیا۔

بات یہ ہے کہ اس زمین پر مسلمانوں کی حیثیت داعی کی ہے۔ قرآن شریف میں پیغمبر اسلام کو مخاطب کرتے ہوئے کہا گیا ہے کہ ”آپ کو جو پیغام دیا گیا ہے اسے لوگوں تک پہنچا دیجئے اور اگر آپ نے ایسا نہیں کیا تو گویا آپ نے اپنے فرائض منصبی کو پورا نہیں کیا“۔ (المائدہ)

اس آیت کی روشنی میں اگر غور کریں تو پتہ چلتا ہے کہ روئے زمین پر مسلمانوں کی اصل حیثیت داعی کی ہے۔ اس لئے کہ پیغمبر اسلام کے بعد کوئی دوسرا پیغمبر آنے والا نہیں ہے اب یہ کام مسلمانوں کو ہی کرنا ہے۔

لیکن المیہ یہ ہے کہ مسلمان اپنی اصل حیثیت سے واقف ہی نہیں ہیں۔ اور جو واقف ہیں ان میں زیادہ تر لوگ شدت پسند ہیں۔ ایسا کیوں ہے کہ وہ قوم جس کی حیثیت داعی کی تھی وہ شدت پسند ہوتی جا رہی ہے؟

اس کا جواب بالکل سادہ ہے۔ مسلمانوں کا حال یہ ہے کہ جب وہ خدا کی دعوت کسی کو پہنچانے جاتے ہیں تو وہ بھول جاتے ہیں کہ کون سی چیز انھیں اپنے ساتھ لے جانی ہے اور وہ کون سی چیز ہے جسے زمین میں دفن کر کے آگے بڑھنا ہے۔

مثال کے طور پر ایک شخص کسی کو دین کی دعوت پہنچانے جاتا ہے جب وہ مدعو سے مخاطب ہوتا ہے تو مدعو اس کی حیثیت پر سوال کھڑا کر دیتا ہے۔ وہ موجودہ دنیا میں ہونے والے واقعات کے حوالے سے بتانے لگتا ہے کہ مسلمان تو ایک غیر مہذب قوم ہیں۔ مدعو کی اس بات پر داعی کی انا بھڑک اٹھتی ہے اور وہ مدعو سے جھگڑ بیٹھتا ہے۔ یہی وہ مقام ہے جہاں پہنچ کر کوئی داعی اپنے آپ کو شدت پسند بنا لیتا ہے۔ چونکہ زیادہ تر لوگ اپنی انا کو نہیں مار پاتے اس لئے زیادہ تر لوگ شدت پسند بن جاتے ہیں۔ اگر داعی ایسا کرتا کہ وہ مدعو سے ملنے سے قبل اپنی انا کو زمین میں دفن کر دیتا تو شاید وہ اپنے آپ ہارڈ کور بننے سے بچا لیتا۔ ایسا کیوں ہوا؟

ایسا اس لئے ہوا کیونکہ داعی نے دعوہ ایکٹیوزم کو قرآن اور پیغمبر اسلام کی سیرت کی روشنی میں نہیں سمجھا۔

قرآن شریف میں ایک آیت آئی ہے الم نجعل الأرض كفاتاً احياءً و امواتا.

اس آیت میں زمین کی خصوصیت بتائی گئی ہے۔ زمین کو مردوں اور زندوں کو سمیٹنے والا بتایا گیا ہے۔ ذرا غور کیجئے کہ اگر زمین میں یہ صفت نہیں ہوتی کہ وہ زندوں اور مردوں کو اپنی گود میں سمیٹے تو آج دنیا میں ہمالہ کے برابر انسانوں کی سڑی ہوئی لاشوں کا پہاڑ کھڑا ہوتا۔ زمین اپنے اندر ہر روز لاکھوں کروڑوں ٹن غلاظت کو جذب کرتی ہے اگر زمین ایسا نہیں کرتی تو آج دنیا میں ہمالہ سے بڑا غلاظت کا پہاڑ کھڑا دکھائی دیتا۔ زمین ہر قسم کی غلاظت کو ہضم کر کے شادابیاں اگلتی ہے۔ اور تب جا کر یہ ممکن ہو پاتا ہے کہ انسان یہاں صاف ستھری سانس لے سکے اور اپنے لئے زندگی کا سامان پیدا کر سکے۔

مؤمن سے بھی اللہ کو یہی خصوصیت مطلوب ہے۔ مؤمن کو اپنے اندر زمین کی خصوصیت پیدا کرنا ہے۔ اسے گالیوں کے جواب میں دعا دینا ہے۔ کانٹوں کے جواب میں پھول بچھانا ہے۔ دشمنی کے جواب میں دوستی کا ہاتھ بڑھانا ہے۔ اسے برائی کا جواب بھلائی سے دینا ہے۔

مؤمن کو اپنی انا کو ختم کرنا ہوگا تبھی یہ ممکن ہو سکے گا کہ وہ خدا کی نظر میں بھی خدا کا داعی نظر آئے نہیں تو وہ زمین پر تو خدا کا داعی نظر آئے گا لیکن خود خدا کی نگاہ میں اس کی کوئی حیثیت نہیں ہوگی۔ پیغمبر اسلام کی زندگی ہمارے لئے نمونہ ہے۔

ایک بار ابوجہل نے پیغمبر اسلام ﷺ کو تنہا پا کر بہت زدوکوب کیا۔ انھیں گالیاں دیں اور اس پر بھی جب اس کے دل کو سکون نہیں ملا تو اس نے اللہ کے رسول کو پتھر مارا، یہاں تک کہ پیغمبر اسلام ﷺ لہولہان ہو گئے۔ کسی نے اس کی اطلاع آپ کے چچا حضرت حمزہ کو پہنچا دی جو ابھی مسلمان نہیں ہوئے تھے۔ حضرت حمزہ نے جب یہ سنا کہ ابوجہل نے ان کے بھتیجے کے ساتھ اتنا برا برتاؤ کیا ہے، تو وہ اٹھے اور ابوجہل کی تلاش میں نکل پڑے۔ یہاں تک کہ آپ نے پایا کہ ابوجہل سرداران قریش کے ساتھ بیٹھا میٹنگ کر رہا ہے۔ آپ نے وہاں سب کے سامنے ابوجہل کے سر میں ڈنڈے سے مارا یہاں تک کہ ابوجہل بلبلا اٹھا۔ اب حضرت حمزہ پیغمبر اسلام یعنی اپنے بھتیجا کے پاس آئے اور کہنے لگے بھتیجے خوش ہو جاؤ، آج میں نے ابوجہل سے تمہارا بدلہ لے لیا۔ کیا آپ جانتے ہیں کہ جواب میں پیغمبر اسلام ﷺ نے کیا کہا؟ آپ نے فرمایا، چچا میں اس وقت تک خوش نہیں ہوں گا جب تک کہ آپ اللہ پر ایمان نہ لے آئیں۔ یہ سن کر حضرت حمزہ بے قرار ہو گئے اور کہا کہ بھتیجے اگر تیری خوشی اسی میں ہے تو آج میں تمہارے اللہ پر ایمان لاتا ہوں، اور وہ مسلمان ہو گئے۔

اگر پیغمبر اسلام کی انا کو یہ سن کر تسکین مل جاتی کہ ان کے چچا نے ابوجہل سے ان کا بدلہ لے لیا ہے تو حضرت حمزہ کی زندگی میں اتنا بڑا انقلاب نہیں آتا۔ اگر آپ چاہتے ہیں کہ تمام لوگوں کی زندگیوں میں حضرت حمزہ کی طرح انقلاب آجائے تو سب سے پہلے آپ کو اپنی انا کو دفن کرنا ہوگا۔

ام امینہ بدریہ

قرآن نے میرے دل کی دنیا بدل دی

قرآنی آیات کی معجزانہ تاثیر دیکھئے کہ آسٹریلیا کی ایک خاتون سورہ یٰسین کی آیات کا انگریزی ترجمہ پڑھ کر مشرف بہ اسلام ہو گئیں

عصرِ حاضر میں اسلام کی جانفزا خوشبو سے جن پاکیزہ نفوس نے اپنے مشام جان کو معطر کیا ھے اُن میں ایک نام " ام امینہ بدریہ" کا بھی آتا ھے۔ ان کی ایمان افروز داستان قبول اسلام انھی کی زبانی سنیے۔ وہ کہتی ھیں

میرے والد کا تعلق تھائی لینڈ سے تھا۔ وہ پیدائشی لحاظ سے مسلمان تھے لیکن عملی طور پر ان کا اسلام سے کوئی تعلق نہ تھا۔ جبکہ میری والدہ بدھ دھرم کو ماننے والی تھیں اور والد صاحب سے شادی کے وقت مسلمان ہوئی تھیں۔ وہ دونوں بعد میں آسٹریلیا آ کر آباد ہو گئے تھے۔ میرا پیدائشی نام (تے نی تھیا) Tanidthea تھا۔ میں نے یونیورسٹی آف نیو انگلینڈ، آرمیڈیل سے ایم اے اکنامکس کیا اور بزنس مارکیٹنگ اور ہیومن ریسورسز کے مضامین پڑھے۔ پھر میں بطور ٹیوٹر پڑھانے لگی۔ اسی اثناء میں شادی ہو گئی۔ شادی اسلامی قانون کے مطابق ہوئی۔ میرے شوہر کمپیوٹر گرافکس ڈیزائنر تھے۔ وہ شادی کے وقت مسلمان ہوئے تھے لیکن نام کے مسلمان تھے۔ اسلام پر ہرگز عامل نہیں تھے۔

میرے باپ بھی نام کے مسلمان تھے اور انہیں دین کے بارے میں کچھ معلوم نہ تھا' نہ انہوں نے ہمیں کچھ بتایا۔ یہی وجہ تھی کہ ہم بھی دین سے مکمل طور پر عاری تھے۔ میں کسی مذہب پر یقین نہیں رکھتی تھی۔ اللہ مجھے معاف کرے، میں ملحد تھی۔ میں جب اپنے شوہر کے ساتھ تقریباً ڈیڑھ سال کا عرصہ گزار چکی تو ایک وقت مجھ پر ایسا آیا کہ دنیا سے میرا دل اچاٹ ہو گیا اور میں پریشانی کی حالت میں تھی۔ اس پر میں نے سوچا کہ مجھے نماز پڑھنی چاہیے جیسا کہ میں نے ایک دفعہ اپنے والد صاحب کو کہیں پڑھتے ہوئے دیکھا تھا۔ لیکن جب میں نے اپنے شوہر کو اس کے بارے میں بتایا تو اس نے اس بات کا بہت بُرا منایا۔ اس نے کہا (نعوذ باللہ) کوئی اللہ واللہ نہیں ہے اور نہ نماز وغیرہ کچھ ہے۔ دریں اثنا میرے والدین وفات پا گئے تھے۔

تقریباً سات سال پہلے آسٹریلیا کی نیو ساؤتھ ویلز سٹیٹ کے شہر آرمیڈیل کی ایک چھوٹی سی مسجد میں گئی جو کہ غیر ملکی مسلم طلبہ کیلئے تعمیر کی گئی تھی۔ وہاں سے میں نے انگلش ترجمے والا قرآن مجید پڑھنے کیلئے مستعار لیا۔ یہ قرآن مجید خادم الحرمین شریفین الملک فہد بن عبدالعزیز آل سعود (سعودی عرب) کی جانب سے شائع شدہ تھا۔ میں اسے گھر لے جا کر محض اس کی ورق گردانی (Flip) کر رہی تھی کہ سورہ یاسین کی ان آیات کا ترجمہ میرے سامنے آیا جن میں چاند اور سورج کی حرکت کے بارے میں سائنسی انداز میں بیان کیا گیا ہے: ''اور سورج اپنی معین راہ پر گردش کر رہا ہے یہ اللہ عزیز و علیم کی منصوبہ بندی ہے اور چاند کی ہم نے منزلیں مقرر کر رکھی ہیں یہاں تک کہ وہ لوٹ کر کھجور کی سوکھی ٹہنی کی طرح ہو جاتا ہے۔ نہ سورج کی یہ مجال کہ چاند کو جا پکڑے اور نہ رات دن پر سبقت لے جا سکتی ہے اور یہ سب اپنے اپنے مدار میں گردش کر رہے ہیں۔''

یہ ترجمہ پڑھنا تھا کہ میرے رونگٹے کھڑے ہو گئے اور میرے جسم میں ایک عجیب سی کیفیت پیدا ہوئی۔ میں نے سوچا کہ نبی ﷺ امی تھے۔ یعنی پڑھے لکھے نہ تھے لیکن اتنے بہترین سائنسی انداز میں جو آپ ﷺ نے بیان کیا ہے تو ضرور ان پر اللہ کی طرف سے وحی ہو سکتی ہے۔

یہ ترجمہ پڑھنا تھا کہ میرے رونگٹے کھڑے ہو گئے اور میرے جسم میں ایک عجیب سی کیفیت پیدا ہوئی۔ میں نے سوچا کہ نبی ﷺ امی تھے۔ یعنی پڑھے لکھے نہ تھے لیکن اتنے بہترین سائنسی انداز میں جو آپ ﷺ نے بیان کیا ہے تو ضرور ان پر اللہ کی طرف سے وحی ہو سکتی ہے۔

بس اس لمحے میرے دل کی دنیا بدل گئی اور میں نے اللہ کی کتاب قرآن عظیم کا مطالعہ اور اس میں غور و فکر شروع کر دیا۔ میں جب بھی اسلامی تعلیمات کا مطالعہ کرتی ہوں پہلے اپنے سابقہ عمل پر اللہ تعالیٰ سے استغفار کرتی ہوں اور پھر ان پر پورا پورا عمل کرنے کی کوشش کرتی ہوں۔ میں قبول اسلام کے بعد مسجد میں جاتی رہی۔ شروع شروع میں، میں پردہ نہیں کرتی تھی پھر جب نمازیوں نے مجھے بتایا کہ یہ گناہ ہے تو اسی دن سے میں نے اپنے گھر جا کر اسکارف لیا اور پہننا شروع کر دیا، نیز اسلام کا گہرائی سے مطالعہ کرنے لگی۔ میں نے خاصی کوشش کی کہ میں اپنے شوہر کو اسلام کے بارے میں قائل کر سکوں لیکن وہ نہ مانا، حالانکہ میری اس سے بیٹی بھی پیدا ہو چکی تھی۔ آخر میں نے اس سے کہا کہ یا اسلام قبول کر لو یا مجھے چھوڑ دو۔

تب اس نے مجھے طلاق دے دی اور مجھ سے اور میری بیٹی سے دستبردار ہو گیا۔ دریں اثنا میں انٹرنیٹ پر اپنے ایک پاکستانی بھائی عبدالصمد سے چیٹنگ کرنے لگی اور ان سے اسلام کے بارے میں معلومات حاصل کرتی رہی جو وہ مجھے وقتاً فوقتاً بھم پہنچاتے رہے۔ آخر میں نے فیصلہ کیا کہ میں آسٹریلیا سے اسلام کیلئے ہجرت کر لوں۔ میں نے پاکستان کی جانب ہجرت کرنے کو ترجیح دی۔ اسلام لانے سے پہلے میری بیٹی کا نام (توان وارث) تھا۔ اسلام قبول کرنے کے بعد میں اس کا نام تبدیل کر کے امینہ رکھ دیا۔ میں نے اپنا نام غزوہ بدر کی نسبت سے بدریہ رکھا تھا بیٹی کے حوالے سے میں ام امینہ کہلاتی ہوں۔ میں نے اپنی بیٹی کو آسٹریلیا کے کسی سکول میں بھجوانا مناسب نہ سمجھا کیونکہ وہاں تعلیم میں موسیقی اور ان کے پرچم کے آگے ادب و احترام کیلئے مختلف افعال کی ادائیگی شامل تھی جو کہ مجھے پسند نہیں تھی، لہٰذا میں نے اپنی بیٹی کو اپنے گھر ہی میں اسلام کی ابتدائی تعلیم و تربیت دی ہے۔

آسٹریلیا میں اکثریت عیسائی مذہب پر یقین رکھتی ہے لیکن الحمدللہ اب لوگ اسلام کی طرف متوجہ ہو رہے ہیں اور خاص طور پر خواتین بڑی تیزی سے اسلام کی طرف آ رہی ہیں۔ چند خواتین نے مسلمانوں کے ساتھ شادیاں کی ہیں۔ اکثر خواتین اپنے تحفظ اور احترام کیلئے اسلام کی طرف متوجہ ہو رہی ہیں جو کہ صرف اسلام عطا کرتا ہے۔

میں ہر چیز کیلئے اللہ تعالیٰ سے رہنمائی کی دعا کرتی رہتی ہوں کہ "اے اللہ! تو میری رہنمائی فرما" اگر انسان اللہ تعالیٰ سے اخلاص کے ساتھ سیدھے راستے کی درخواست کرے تو اللہ تعالیٰ ضرور اپنے بندے کی رہنمائی فرماتا ہے۔ میں ہر کام میں صراط مستقیم کے لیے اللہ تعالیٰ سے دعا کرتی رہتی ہوں۔ اللہ تعالیٰ میری رہنمائی فرماتا ہے۔ میں پاکستانی مسلمان عورتوں سے بھی کہوں گی کہ وہ اپنے دین کی طرف متوجہ ہوں۔

دنیا کی کچھ حیثیت نہیں ہے یہ چند روزہ زندگی ہے اسے گزر ہی جانا ہے، اگر یہ حقیقت سمجھ لی جائے تو مال، جائیداد، آل و اولاد ان سب کی حقیقت انسان پر آشکارا ہو جائے۔ اس لیے ان کو چاہیے کہ صحیح معنوں میں اسلام کو بطور دین قبول کریں اور رسم و رواج سے ہٹ کر اس پر عمل کریں۔ لیکن میں نے یہاں دیکھا ہے کہ اکثر عورتیں شرعی پردہ نہیں کرتیں۔ صرف رواجی پردہ کرتی ہیں، جب گھر سے باہر نکلنا ہوتا ہے تو خوب پردہ کر لیتی ہیں لیکن گھروں میں نوکروں، دیوروں اور رشتے داروں کے سامنے پردے کا حق ادا نہیں کرتیں جس کا سارا گناہ ان کے ساتھ ساتھ ان کے شوہروں کو بھی ہو گا۔ میں ان سے یہی کہوں گی کہ وہ اپنے اللہ کی طرف رجوع کریں۔ ان شاء اللہ ان کا یہ عمل دنیا و آخرت کی کامیابی کے لیے اجر کا ذریعہ ہو گا۔

چنانچہ انہوں نے فوراً قریش کی پارلیمنٹ دارالندوۃ میں ایک میٹنگ طلب کی، جس میں اس بات پر اتفاق ہوا کہ "مکہ کے تمام قبائل سے ایک ایک طاقت ور نوجوان کا انتخاب کیا جائے، اور رات میں محمد ﷺ کے گھر کا محاصرہ کرلیا جائے، اور جس وقت وہ صبح بیدار ہوکر اپنے گھر سے باہر نکلیں تو سب ایک ساتھ ان پر حملہ کردیں تاکہ نہ رہے بانس نہ بجے بانسری۔ اس طرح نعوذ باللہ دین محمدی کا صفایا ہوجائے گا"۔

چنانچہ پلان کے مطابق آج کی رات آپ کے گھر کی گھیرابندی ہوچکی تھی، ادھر اللہ تعالیٰ نے وحی کے ذریعہ اپنے حبیب کو کافروں کے منصوبے کی اطلاع دے دی تھی۔ چنانچہ آدھی رات گذرنے کے بعد آپ کو حکم دیا گیا کہ آپ اسی وقت سفر ہجرت پر روانہ ہوجائیں، آپ نے اپنے بستر پر حضرت علیؓ کو سونے کا حکم دیا اور اہل مکہ کی امانتیں ان کے حوالے کرتے ہوئے تاکید کی کہ ایک ایک کی امانتیں لوٹا کر مدینہ پہنچ جانا۔ ساتھ ہی یہ بھی فرمایا کہ انہیں کوئی تکلیف نہ پہنچ پائے گی۔ آپ اپنے گھر سے باہر آئے، مٹھی بھر مٹی لی اور ان کے سروں پر ڈالتے ہوئے ان کے بیچ سے نکل گئے۔ اس طرح آپ ابوبکرؓ کے گھر پہنچے، انہیں رفیق سفر بنایا، اور بالآخر غار ثور پہنچ گئے۔

ادھر محاصرہ کرنے والے خوشی سے پھولے نہیں سما رہے تھے کہ آج تو اسلام کا خاتمہ ہی ہوجائے گا لیکن ان نادانوں کو کیا پتہ تھا کہ حضور ان کے درمیان سے نکل چکے ہیں۔ دھوپ نکلنے تک انتظار میں رہے، جب تھک ہار کر گھر میں داخل ہوئے تو ان کی آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئیں۔

اب کیا تھا؟ دارالندوہ سے اعلان ہوا کہ "جو کوئی محمد اور ابوبکر کو زندہ یا مردہ کسی بھی حالت میں پیش کرے اُسے سو اونٹنیاں انعام میں دی جائیں گی"۔

یہ انعام کوئی معمولی نہیں تھا، چنانچہ قریش کے نوجوان آپ کی تلاش میں نکل گئے۔ مکہ اور اس کے اطراف واکناف کا چپہ چپہ چھان مارا، یہاں تک کہ وہ جبل ثور کے اس غار تک بھی پہنچ گئے جس میں یہ دونوں مقدس ہستیاں چھپی تھیں، عالم یہ تھا کہ اگر کوئی شخص اپنی نظر بھی نیچی کرلیتا تو آپ دونوں کو دیکھ سکتا تھا۔ سیدنا ابوبکر صدیق گھبرا گئے اور کہنے لگے: یارسول اللہ! اگر ان میں سے کوئی اپنے قدموں کو بھی دیکھ لے تو ہم دونوں کو پالے گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ابوبکر! ان دو آدمیوں کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے جن کا تیسرا اللہ ہے۔ لاتحزن ان اللہ معنا گھبرانے کی کوئی ضرورت نہیں، اللہ ہمارے ساتھ ہے۔

رسول اکرم ﷺ اور سیدنا ابوبکر صدیق تین دن تک غار میں چھپے رہے، تین دن کے بعد عبداللہ بن اریقط دونوں اونٹنیاں لے کر غار کے دہانے پر پہنچ گیا، چنانچہ یہ چھوٹا سا قافلہ پوری تیاری اور منظم منصوبہ بندی کے ساتھ مدینہ کی جانب روانہ ہوا۔ سفر کے تین دن گذر چکے تھے، تیسرے دن سراقہ بن مالک نے آپ ﷺ اور ابوبکر کو دور سے دیکھا۔ انعام کی لالچ میں آپ سے قریب ہونا چاہا تو کئی بار اس کی اونٹنی کا پیر زمین میں دھنس گیا، بالآخر اس نے آپ ﷺ سے پروانہ امن حاصل کرلیا۔

اس طرح رسول اکرم ﷺ چند دنوں میں قبا پہنچ گئے جہاں کچھ دنوں قیام فرمایا اور اسی قیام کی مدت میں آپ نے مسجد قبا کی تعمیر فرمائی۔ یہ پہلی مسجد تھی جو اسلام میں بنائی گئی، آج بھی یہ مسجد مسجد قبا کے نام سے مشہور ہے۔ ادھر مدینہ میں یہ خبر پہنچ چکی تھی کہ رسول اللہ ﷺ قبا پہنچ چکے ہیں۔ اور جلد مدینہ تشریف لانے والے ہیں۔ مدینہ کے مسلمان ہر دن آپ کے استقبال کے لئے مدینہ سے باہر آتے اور دھوپ کے تیز ہونے تک انتظار کرکے چلے جاتے، یہاں تک کہ وہ دن آگیا جس دن کا شدت سے انتظار تھا اور نبی رحمت ﷺ یثرب پہنچ چکے تھے۔ آج کے دن سے یثرب مدینہ بن گیا۔ سارا مدینہ خوشی سے جھوم رہا تھا کیا بچے، کیا جوان، اور کیا بوڑھے سب دیدہ ودل فرش راہ کیے تھے۔ سیدنا انس بن مالکؓ فرماتے ہیں: "میں نے رسول اللہ ﷺ کے مدینہ آنے سے زیادہ روشن، معطر اور پرمسرت دن نہیں دیکھا، اور نہ ہی آپ ﷺ کی وفات سے زیادہ تاریک، المناک اور افسردہ دن کوئی دیکھا ہے"۔

کیا آپ اپنی تجارت کو بابرکت بنائیں گے؟

تربیت وتزکیہ

محمد حذیفہ وستانوی

یہ اللہ کا احسان ہوا کہ اس نے ہمیں ایک ایسے دین سے وابستہ کیا جس نے اپنے ماننے والے کو زندگی گزارنے کے لیے عمدہ اصول بتائے، جس کو مدنظر رکھ کر ہر آدمی اطمینان اور سکون کے ساتھ اپنی زندگی کی کشتی کو کنارے لگا سکتا ہے، لہٰذا یہ ممکن نہیں ہوسکتا ہے کہ اسلام نے ہمیں ایسے طریقے نہ بتائے ہوں جس سے ہماری تجارت میں برکت ہو، تو آیئے ہم قرآن اور حدیث کی روشنی میں اور صحابہ واسلاف کے آثار میں ان کو تلاش کریں۔

تقویٰ

قرآن میں ارشاد ہے: ومن یتق اللہ یجعل لہ مخرجا. یعنی جو شخص تقویٰ اختیار کرے تو اللہ اس کے لیے ہر مصیبت اور پریشانی سے نکلنے کی سبیل نکال دیتا ہے۔

پتا چلا کہ اگر ہم بھی اپنی تجارت میں ہونے والی پریشانی سے نکلنا چاہتے ہیں تو سب سے پہلے متقی یعنی اللہ سے ہر حال میں ڈرنے والے بن جائیں، تقویٰ کسے کہتے ہیں؟: اللہ کی چاہت اور مرضی پر چلنے کو اور نا مرضیات سے بچنے کو! لہٰذا اگر ہم اپنی تجارت میں کذب بیانی، دھوکا دہی، جھوٹی قسم، سود خوری، رشوت خوری، ظلم، غصب، چوری، خیانت، حرام چیزوں کی خرید وفروخت سے اجتناب کرتے ہیں، تو ہماری تجارت میں خود بخود برکتیں نازل ہونے لگیں گی۔

شکر:

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے ﴿لئن شکرتم لازیدنکم﴾ اگر تم شکر گزاری کروگے تو میں ضرور بالضرور نعمتوں میں اضافہ کروں گا۔

اس آیت سے اللہ تعالیٰ یہ بتانا چاہتے ہیں کہ انسان جب تجارت کرے اور تجارت کے بعد جو کچھ بھی نفع مل جائے اس پر اللہ کا شکر ادا کیا جائے، تو اللہ تجارت میں برکتوں کو نازل کرے گا لہٰذا جو بھی تھوڑا بہت ہاتھ لگے اس پر اللہ کا شکر بجالائے آپ کی تجارت میں خود بخود نفع بڑھنے لگے گا۔

صدقہ اور خیرات:

فرمان الٰہی ہے ﴿ویمحق اللہ الربوا ویربی الصدقات﴾ اللہ رب العزت سود کو ملیا میٹ کردیتا ہے اور صدقات میں بڑھوتری کرتا ہے۔

اس آیت سے پتہ چلتا ہے کہ سود کے ذریعہ اگرچہ ظاہری نظر سے مال میں بڑھوتری نظر آتی ہے، لیکن حقیقتاً وہ بڑھوتری اور اضافہ نہیں ہوتا بلکہ کمی ہوتی ہے، کیونکہ سود کے سبب مال اور جان پر جو غم اور پریشانیاں پے درپے آتی رہتی ہیں اور وہ حرام کے مال کے ساتھ دوسرا مال بھی اس کے پیچھے خرچ ہوتا ہے۔ اللہ ہم سب کو سود جیسی تباہ کن بیماری سے بچائے۔ آمین!

پھر قرآن نے آگے ارشاد فرمایا: ﴿ویربی الصدقات﴾ یعنی صدقات کو بڑھوتری دیتا ہے، اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ صدقہ خیرات دینے سے ظاہراً اگرچہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ مال میں کمی ہوگئی، لیکن حقیقت میں مال میں اضافہ ہوتا ہے کیونکہ اللہ رب العزت صدقہ کی برکت سے مال میں برکتوں کو ڈال دیتا ہے، اور مالی پریشانی اور رزق میں تنگی کو دور کردیتا ہے یہ تو دنیا کا معاملہ ہے اور آخرت میں صدقہ کی نیکیاں پھر الگ ہوں گی اللہ رب العزت ہمیں اپنے راستہ میں زیادہ سے زیادہ خرچ کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

اور قرآن کی اس آیت کو آپ تاریخ کے آئینے میں پرکھ سکتے ہیں ہم سب جانتے ہیں کہ صحابہ میں حضرت عثمان بن عفان

صفات عالم محمد زبیر تیمی

ہجرت مصطفی ﷺ

لفظ ہجرت سے شاید آپ نامانوس نہ ہوں گے......؟ دین وایمان کو بچانے کے لیے اپنے محبوب وطن کو خیرباد کہہ کر دوسری جگہ منتقل ہوجانے کا نام ہجرت ہے۔ لیکن آج ہم جس ہجرت کی بات کریں گے وہ اس نبی کی ہجرت ہے جن سے افضل انسان اس دھرتی پر پیدا نہیں ہوا، جو تاریخ انسانی کا سب سے بڑا مخلص، ہمدرد، اور غمگسار تھا، جس نے انسانوں کو جینے کا سلیقہ سکھایا۔ جس نے رنگ ونسل کے بھید بھاؤ کو مٹایا، جس نے سارے انسانوں کو ایک دین، ایک خدا، اور ایک نظام حیات پر جمع کردیا اور محض ۲۳ سال کی مختصر مدت میں۔

آپ ﷺ نے جس ماحول میں آنکھیں کھولی اس وقت پوری دنیا بالخصوص عرب اخلاقی اور دینی اعتبار سے دیوالیہ ہوچکا تھا۔ اہل وطن کے بیچ ایسی پاکیزہ اور بے داغ زندگی گذاری کہ تاریکیوں میں روشن چراغ بنے رہے۔ سچائی اور امانت داری ایسی کہ امین وصادق کے لقب سے پکارے گئے۔

آج عمر کی چالیس بہاریں دیکھ چکے ہیں۔ غارحرا میں جبریل امین آتے ہیں اور آپ کو منصب نبوت پر فائز کردیا جاتا ہے شروع میں تین سال تک لوگوں کو رازداری کے ساتھ، چھپ چھپا کر دعوت دیتے رہے۔ پھر حکم آیا کہ اے نبی! دین حق کا اعلان کردیجئے۔ اب کیا تھا؟ دعوت کے لیے کمر کس لیتے ہیں، دن رات آپ کا یہی مشغلہ ہے، پہاڑی پر، منڈیوں میں، میلوں میں ہر جگہ جاتے ہیں، لوگوں کو ایک اللہ کی طرف بلاتے ہیں۔

لیکن ذرا سوچئے تو سہی وہ قوم جو ۳۶۰ بتوں کے سامنے سرٹیکتی تھی، انہیں کب بھاتا کہ لوگ بت پرستی ترک کردیں۔ چنانچہ دشمن آپ کے پیچھے لگ گئے، آپ کو پاگل اور دیوانہ کہا، اور آپ کی بات سننے سے لوگوں کو روکنے لگے......پھر جو لوگ آپ پر ایمان لائے تھے ان کو ایسی ایسی تکلیفیں دی گئیں جنہیں سن کر کلیجہ پھٹنے لگتا ہے۔ چلچلاتی دھوپ میں لٹا کر چھاتی پر بھاری پتھر رکھ دیا جاتا، لوہے کو آگ پر گرم کرکے اس سے داغا جاتا۔ دہکتے کوئلے پر چت لٹا کر ان کی چھاتی پر پاؤں رکھ دیتے کہ کروٹ نہ بدلنے پائیں۔ کسی کو لوہے کی زرہ پہنا کر گلے میں باندھ دیتے اور لفنگوں کے حوالے کردیتے جو انہیں گلیوں میں گھسیٹتے پھرتے تھے۔ کتنے ہی اس عذاب کی تاب نہ لاکر شہید ہوگئے۔ اور کتنوں کی آنکھیں ضائع ہوگئیں۔ لیکن کیا مجال کہ کسی ایک نے بھی کلمہ کفر زبان پر لایا ہو۔

جب پانی سر سے اونچا ہوگیا تو آپ ﷺ کی اجازت سے صحابہ کرام کی ایک جماعت ملک حبشہ کی طرف ہجرت کرگئی۔ جہاں کا بادشاہ نیک دل تھا۔ البتہ آپ اپنے کام میں مسلسل لگے رہے مشرکین نے جب دیکھا کہ محمد ﷺ اپنے کام سے رکنے والے نہیں ہیں......تو نبوت کے ساتویں سال آپ کا سماجی بائیکاٹ کردیا، تین سال تک ابوطالب کی گھاٹی میں محصور رہے، جہاں بھوک کی شدت سے پتوں اور درختوں کی چھال تک چبانے کی نوبت آگئی۔

بعثت کے دسویں سال قریش اور ڈھیٹ ہوگئے، کیونکہ آپ کے چچا ابوطالب۔ جو آپ کے لیے ڈھال کی حیثیت رکھتے تھے۔ دنیا سے جاچکے تھے۔ کوئی راستے میں کانٹے بچھا رہا ہے، تو کوئی دروازے پر گندگیاں پھینک رہا ہے۔ کوئی بدتمیزی سے سر پر مٹی ڈال رہا ہے۔ تو کوئی گلے میں چادر لپیٹ کر اسقدر اینٹھتا ہے کہ آپ کا دم گھٹنے لگتا ہے۔

جب مکہ کی گلیاں اجنبی ہوگئیں تو آپ نے طائف کا رخ کیا کہ شاید اہل طائف اسلام کو اپنالیں لیکن وہاں کی زمین اور سخت ثابت ہوئی، وہاں کے لوگوں نے آپ کے ساتھ بدسلوکی ہی نہیں کی اپنے اوباشوں کو آپ کے پیچھے لگا دیا جنہوں نے پتھر سے مار مار کر آپ کو لہولہان کردیا، جب زخموں سے چور ہوکر بیٹھ جاتے تو یہ درندہ صفت انسان بازو تھام کر آپ کو اٹھاتے۔ پھر پتھر برسانا شروع کردیتے۔

مخالفتوں کے اسی طوفان میں نبوت کے گیارہ سال گذر جاتے ہیں...... جب ہر جگہ مخالفت ہونے لگی تو آپ کی توجہ ان قافلوں کی طرف مرکوز ہوگئی جو مکہ میں حج کے لیے یا تجارتی لین دین کے لیے آیا کرتے تھے، آپ رازداری کے ساتھ اُن سے ملتے اور اُن لوگوں کے سامنے اسلام کا پیغام پیش کرتے تھے۔

اسی دوران یثرب یعنی مدینہ کے چھ لوگوں نے اسلام قبول کرلیا۔ ایک سال بعد موسم حج میں بارہ آدمی آئے اور انہوں نے رسول اکرم ﷺ کے ہاتھ پر اسلام کی بیعت کی، پھر دوسرے سال موسم حج میں 73 مرد اور 2 عورتیں آئیں، ان لوگوں نے آپ کے ہاتھ پر بیعت کرنے کے ساتھ ساتھ آپ کو مدینہ آنے کی دعوت بھی دی۔ جب وہ یثرب لوٹنے لگے تو آپ نے ان کے ہمراہ حضرت مصعب بن عمیرؓ کو بحیثیت داعی روانہ کردیا۔ چنانچہ آپ کی کوشش سے وہاں مسلمان اچھی خاصی تعداد میں ہوگئے۔

اس طرح صحابہ کرام کو ایک پناہ گاہ مل چکی تھی، انہیں دین کی حفاظت مطلوب تھی، چنانچہ صحابہ کرام چپکے چپکے مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کرنے لگے، دین کی حفاظت کے لیے انہوں نے اپنا مال واسباب، گھربار، بیوی بچے، تجارت وکاروبار سب کچھ قربان کردیا۔ لیکن قریش جو اسلام کے درپے آزار تھے انہیں کب بھاتا کہ مسلمانوں کو امن وسکون سے مدینہ میں زندگی گذارتے دیکھیں۔

خود اعتمادی کو کیسے بحال کریں؟

کمال توحید بن سعید (کویت)
kbinsayeed@yahoo.com

خود اعتمادی سے نہ صرف آپ کی زندگی سنورتی ہے بلکہ آپ کی شخصیت کو بھی دوگنی طاقت ملتی ہے۔ آپ جس قدر بھی ڈگریاں رکھتے ہوں اور صلاحیت و قابلیت کے مالک ہوں 'اگر آپ میں خود اعتمادی کا فقدان ہے تو سمجھ لیجیے کہ یہ ساری ڈگریاں اور قابلیتیں بے کار ہیں۔

کچھ لوگوں میں خود اعتمادی کی کمی بچپن ہی سے ہوتی ہے 'تو کچھ میں وقت کے بدلتے حالات اور زندگی کے تلخ تجربوں کی وجہ سے خود اعتمادی میں کمی آجاتی ہے۔

عموماً لوگوں کا ماننا ہے کہ اگر آپ کے پاس پیسہ، بنگلہ اور اچھی شکل وصورت ہے تو آپ بآسانی منزل طے کرسکتے ہیں لیکن یہ ضروری نہیں ہے کیونکہ ان سب سے اوپر بھی ایک چیز ہے جن کے آگے یہ چیزیں پھیکی پڑجاتی ہیں اور وہ ہے خود اعتمادی۔

اگر آپ میں خود اعتمادی ہے تو آپ کچھ بھی کرسکتے ہیں۔ اب سوال یہ ہے کہ اپنے اندر خود اعتمادی کیسے پیدا کریں؟ آیئے اس سلسلے میں چند معاون وسائل کی جانکاری حاصل کرتے ہیں

مثبت سوچ اور پرُامن نظریہ

مثبت سوچ اور پرامن نظریہ خود اعتمادی کے بحال کے لیے نہایت ناگزیر ہے، اور اس کا حصول آس پاس کے خوشگوار ماحول اور باہمت شخصیات کی صحبت سے بہت حد تک ممکن ہے صحبت کا انسان کی زندگی پر کافی اثر پڑتا ہے، اگر آپ کے آس پاس اچھے، مخلص اور خود پر یقین رکھنے والے لوگ ہوں گے تو آپ بھی ان کے نقش قدم پر چلیں گے اور خود کو ان جیسا بنانے کی کوشش بھی کریں گے، اس لیے ہمیشہ بردبار اور تجربہ کار لوگوں سے رابطہ میں رہنا چاہیے، ان کی باتیں بغور سننا چاہیے اور انکے خیالات کو اپنے اندر اُتارنے کی کوشش کرنی چاہیے ۔ اور تعلقات ہمیشہ اچھے لوگوں سے رکھنے چاہیے، بُرے اور بدکردار لوگوں سے بال بال پرہیز کرنا چاہیے۔

شخصیت کو نکھارنے والی کتابیں پڑھیں اور ان سے ماخوذ معلومات کو خاص دفتر میں نوٹ کریں، اور سبق آموز جملے لکھ کر ایسی جگہ چسپاں کردیں جہاں آپ کی بار بار نظر جاتی ہو۔

خود میں اعتماد بحال کرنے کے لیے ضروری ہے کہ ہم مثبت سوچ رکھتے ہوں، حالات جس قدر بھی سنگین ہوجائیں ہمیں گھبرانا نہیں چاہیے، ایک امید اور بھروسہ رکھنا چاہیے۔ اور اس بات کا بھی یقین رکھنا چاہیے کہ آج نہیں تو کل سب کچھ ٹھیک ہوجائے گا۔ ایسا نہ سوچنے کی صورت میں ہم پر ہمیشہ ڈر سوار رہے گا، ہم آگے بڑھنے کی ہمت نہ کرپائیں گے جس سے ہمارا حوصلہ گھٹے گا، یقین کمزور ہوگا اور ہماری خود اعتمادی میں کمی آئے گی۔

پرُکشش گفتگو

گفتگو کا ہماری شخصیت پر بڑا اثر پڑتا ہے، کسی کو متاثر کرنے کے لیے ہماری باتیں بہت معنی رکھتی ہیں، عمدہ انداز بیاں سے نہ صرف ہم لوگوں کا دل جیتتے ہیں بلکہ اپنے اندر ایک پختہ یقین بھی پیدا کرتے ہیں۔

بہترین انداز بیان سے محروم ہونے کے باعث ہم دوسروں کے سامنے اپنے خیالات پیش کرتے ہوئے جھجک محسوس کرتے ہیں نتیجے کے طور پر ہمارے اندر سے خود اعتمادی کا معیار گرنے لگتا ہے اور اس سے نجات پانے کا اچھا طریقہ یہ ہے کہ جب آپ بولنا چاہتے ہوں تو موضوع سے متعلق پہلے پوری معلومات جمع کرلیں اور اسے ازبر کرنے کے بعد عمدہ انداز بیاں اور بہترین اسلوب میں بات رکھنے کا مشق کریں۔

کوئی بھی انسان مکمل نہیں ہوتا

جی ہاں! کوئی بھی انسان مکمل نہیں ہوتا تاہم ہر انسان کے اندر خفتہ صلاحیتیں ہوتی ہیں جنہیں اجاگر کرنے کی ضرورت ہے، اگر انسان اپنے اندر موجود اس ہنر کو ڈھونڈ لے تو وہ زندگی میں بے پناہ لطف ومسرت سے مالا مال ہوسکتا ہے۔ اور اپنی اسی خوبی کی بدولت لوگوں کے دلوں میں ہی نہیں بلکہ معاشرے میں بھی اپنی علیحدہ پہچان بنا سکتا ہے۔ اس لیے اپنے اندر چھپی ہوئی خصوصیات کو تلاش کریں، یہ آپ کے لیے قدرت کا انمول تحفہ ہے، لیکن اس کے ساتھ ساتھ اپنی خامیوں اور غلطیوں میں سدھار بھی ضرور کریں۔ اگر اس نکتے کو ذہن نشیں رکھا تو آپ کے اندر یقین کی صفت پیدا ہوگی اور یہی یقین کامل آپ کی خود اعتمادی کو بحال کرنے میں کارگر ثابت ہوگا۔

وقت کبھی ایک جیسا نہیں رہتا

یاد کریں ان دنوں کو جب آپ بہت خوش اور مطمئن تھے، سوچیں کہ ان دنوں آپ کی مسرت وشادمانی کے کیا محرکات تھے؟ وہ کونسی خوبی تھی آپ میں اس وقت......؟ اور کس بنیاد پر حاصل کی تھیں وہ خوشیاں......؟ خود میں وہی طاقت، وہی جذبہ، وہی یقین پھر سے پیدا کریں......اور یہ بھی سوچیں کہ اگر اچھے دن ہمیشہ آپ کے ساتھ نہیں رہتے تو بُرے دن بھی نہیں رہیں گے، البتہ ماضی میں جو کامیابیاں آپ کو ملی ہیں اُن پر ایک نظر ضرور ڈالیں۔ وقتاً فوقتاً ان انعامات اور اعزازات کو بھی دیکھیں جو کہ ماضی میں آپ کو ملے تھے۔

اس طرح آپ اپنی مثبت سوچ سے اپنی کھوئی ہوئی توانائی دوبارہ حاصل کرکے خود میں پھر وہی طاقت، وہی جذبہ، اور پھر وہی خود اعتمادی دوبارہ پیدا کرسکتے ہیں۔

اپنی منزل خود طے کریں

زندگی میں کچھ بننے کے لیے اپنی منزل خود طے کریں، اور اپنے مقصد کو حاصل کرنے کے لیے خود کو ضرورت سے زیادہ نہ الجھائیں 'مبادا کہ آپ کا سماجی و نجی زندگی سے رابطہ ہی ٹوٹ جائے۔ افکار وخیالات کو اپنے اندر قید نہ ہونے دیں، بلکہ اُن کا استعمال کریں، زندگی کو زیادہ سنجیدگی سے بھی نہ لیں، اور نہ ہی خود کو زیادہ قاعدہ قانون اور اصولوں میں باندھیں، خود کو آزاد رکھیں، زندگی سے لطف اندوز ہوں اور یاد رکھیں کہ آپ کی زندگی کا ایک ہدف ہے جسے آپ کو حاصل کرنا ہے۔ اس طرح آپ خود سے مطمئن ہوکر خود میں اعتماد بحال کرسکیں گے۔

اپنے کام کو مکمل کیں

اپنے کام کو حسن وخوبی پایہ تکمیل تک پہنچائیں، کیونکہ کام کو عمدگی سے انجام دینے پر ہمارے اندر پختہ یقین پیدا ہوتا ہے۔ جبکہ آدھے ادھورے کام سے ہمارے اندر مایوسی پیدا ہوتی ہے۔

کسی بھی کام کو شروع کرنے سے پہلے اُسے اچھی طرح سمجھ لیں اپنی صلاحیتوں کو بخوبی تول لیں پھر کسی کام میں ہاتھ ڈالیں۔

ایک ہی طریقہ کا کام نہ صرف ہمیں بوریت دیتا ہے بلکہ ہماری قابلیت وصلاحیت کو بھی محدود کرکے رکھ دیتا ہے، جس سے ہماری خود اعتمادی کم ہونے لگتی ہے۔ لہٰذا کام میں ہمیشہ جدت لانے کی کوشش کریں، اس سے آپ کے اندر جوش وولولہ پیدا ہوگا، نئی نئی ترکیبیں سمجھ میں آئیں گی، اور آپکی خفتہ صلاحیتیں اجاگر ہوں گی۔

خود کو کمتر نہ سمجھیں

بالعموم لوگ خود کو کمتر سمجھتے ہیں، اور دوسروں سے مرعوب رہتے ہیں، دوسروں کی عزت کرنا غلط نہیں ہے تاہم خود کو نظر انداز کرنا اور خود کو احساس کمتری کا شکار بنالینا بہت غلط ہے۔

اس لیے اپنی اہمیت کو سمجھیں، اپنی زندگی، احساسات، اور اپنی ضرورتوں کا بھی خیال رکھیں۔

ساری خوبیاں ایک انسان میں نہیں ہوسکتیں، انسان جس قدر بھی کوشش کرلے نہ تو وہ سارے کام کرسکتا ہے اور نہ ہی ہر فن مولا ہوسکتا ہے۔ لہٰذا جس فن میں دلچسپی ہو انمیں خوب سے خوب مہارت پیدا کرنے کی کوشش کریں یہی آپ کے اندر خود اعتمادی پیدا کرنے میں کلیدی رول ادا کرے گا ۔

چھوڑیے آس کا دامن نہ جہاں میں ہرگز
وقت بدلے گا ذرا صبر بنائے رکھیے

رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اللہ کے راستہ میں بے دریغ مال خرچ کیا تو ان کے مال میں اضافہ ہی ہوتا گیا۔ اسی طرح عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اللہ کے راستہ میں بے تحاشا مال خرچ کیا تو ان کے مال میں بھی کبھی ہم نے کمی کے بارے میں نہیں پڑھا بلکہ یہ لوگ ایسے تھے کہ ان کی دنیا بھی سنور گئی اور آخرت میں بھی اللہ کی جانب سے خوشنودی کا سرٹیفکیٹ مل گیا۔ ان کے واقعات کو آپ سیرت صحابہ اور سیر الصحابہ وغیرہ میں تفصیل کے ساتھ پڑھ سکتے ہیں۔

ایمان اور جہاد فی سبیل اللہ:

اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا: ''اے ایمان والو! کیا میں تمہاری ایسی تجارت کی طرف رہنمائی کروں جو تم کو دردناک عذاب سے بچالے وے۔ اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لے آؤ اور خدا کی راہ میں اپنے مال و جان سے جہاد کرو، اگر تم یہ سمجھو یہ چیز تمہارے حق میں بہتر ہے''۔ اس آیت میں اللہ نے ارشاد فرمایا کہ انسان کی بہتری اسی میں ہے کہ وہ اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لے آوے اور پھر اپنی جان و مال کو اس کے راستے میں کھپا دیوے، پتا چلا کہ ایمان میں پختگی اور ثبات قدمی، جہاد فی سبیل اللہ سے بھی انسانی حالات درست ہوجاتے ہیں اور رزق میں برکتیں نازل ہوتی ہیں۔

ذکر اللہ، ادائے زکوۃ اور اہتمام نماز اور خوف آخرت:

قرآن نے فرمایا: ''صالحین تو وہ لوگ ہیں جن کو خدا کے ذکر کرنے اور نماز پڑھنے اور زکوۃ دینے سے نہ تو سوداگری اور نہ ہی خرید و فروخت غافل کرتی ہے، وہ ڈرتے ہیں اس دن سے جب دل (خوف اور گھبراہٹ) کے سبب الٹ جائیں گے، آنکھیں (اوپر چڑھ جائیں گی) تاکہ اللہ رب العزت ان کو ان کے اعمال کا بہترین بدلہ دیوے اور اپنے فضل سے زیادہ بھی کر دیوے، اور اللہ رب العزت جسے چاہتے ہیں بے حساب رزق عطا فرماتے ہیں''۔

برادران اسلام! ہماری زندگی کا مقصد دین اور تقویٰ عبادت اور ذکر اللہ نہ دنیا نہ مال نہ عیش و عشرت جیسا کہ قرآن کی یہ آیت بتارہی ہے یعنی تجارت و خرید و فروخت ان کو اللہ کے ذکر سے (جو مقصود مومن ہے) غافل نہیں کرتی۔

افسوس اکثر اس زمانہ میں اکثر مسلمانوں نے تجارت کو مقصود اصلی بنا لیا جس کے نتیجے میں محبت کے رشتے کمزور ہوگئے اور جھگڑوں اور فتنوں کا ایک عظیم طوفان برپا ہوگیا۔ ایک شاعر کا کہنا ہے ؎

کل تک محبتوں کے چمن تھے کھلے ہوئے
وہ دل بھی آج مل نہیں سکتے ملتے ہوئے

مگر آج کل اکثر مسلمانوں کی خصوصاً مغرب زدہ اور یورپ سے متاثر تعلیم یافتہ لوگوں کے شب و روز کے حرکات و سکنات سے ظاہر ہوتا ہے کہ دنیا ہی انہیں محبوب ہے اور وہی ان کا مقصود ہے لیکن جب انسان اپنے آپ کو دین کا پابند اور تابعدار بنالیتا ہے تو

''اے اللہ! میری امت کے صبح کے وقت میں برکتیں نازل فرما''

اس پر رزق کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں جیسا کہ اس آیت سے معلوم ہوتا ہے اور اس کے نمونہ تاریخ میں عثمان ابن عفان ؓ اور عبدالرحمٰن ابن عوف ؓ کی صورت میں موجود ہے۔

استغفار

سورہ نوح میں اللہ رب العزت ایک اولوالعزم پیغمبر حضرت نوح علیہ السلام کا ان کی قوم کو نصیحت و موعظت کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''میں نے اپنی قوم سے کہا کہ تم اس پروردگار سے استغفار کرو یعنی گناہوں کی بخشش طلب کرو بیشک وہ بہت زیادہ بخشنے والا ہے، (استغفار کی برکت سے) تم پر مسلادھار بارش برسائے گا۔ اور مال اور اولاد کے ذریعہ تمہاری امداد کرے گا اور تمہارے لیے باغات کی ریل پیل کردیگا اور نہروں کو جاری کردیگا''۔

قرآن کریم کی اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ استغفار سے رزق میں برکات اترتی ہیں اور اولاد ہوتی ہیں۔

قرآن کریم نے اس کو دوسری جگہ اس طرح فرمایا کہ:

''اللہ رب العزت آپ کے ان کے درمیان ہوتے ہوئے انہیں عذاب نہ دے گا، اور وہ استغفار کررہے ہوں تب بھی اللہ ان کو عذاب دینے والا نہیں''۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ اگر کسی قوم کے افراد برابر استغفار میں لگے رہیں تو ان پر قہر خداوندی نہیں اترتا۔

صبح سویرے تجارت کا آغاز کرنا

صبح کا وقت بڑا بابرکت وقت ہے اس میں بہت زیادہ برکتیں اور رحمتیں ہیں لہٰذا تاجر کو چاہیے کہ وہ جلد از جلد بستر کو چھوڑ دے اور ہوسکے تہجد پڑھے ورنہ فجر کی نماز کا ضرور اہتمام کرے پھر کچھ دیر قرآن کی تلاوت میں صرف کرے اور کچھ دیر ذکر خداوندی میں صرف کرے اور پھر بجائے دوبارہ سونے کے اگر اشراق کا وقت ہوجائے تو اشراق کی کم سے کم دو رکعت ہی ادا کرلے اس لیے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

''اے ابن آدم! تو میرے لیے دو رکعت دن کے ابتدائی حصہ میں پڑھ لے میں دن کے آخری حصہ تک تیرے لیے کافی ہو جاؤں گا۔ اسی لیے نبی کریم ﷺ یہ دعا فرماتے تھے: ''اے اللہ! میرے دن کے آغاز کو نیک عمل کا حصہ بنا کہ مجھے نیک عمل کی توفیق ہوجائے تاکہ سارا دن اللہ کی نصرت اور مدد میرے ساتھ رہے''۔

حضرت مولانا تقی عثمانی مدظلہ العالی لکھتے ہیں کہ ڈاکٹر عبدالحئی صاحب فرماتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے صبح کا وقت ایسا بنایا ہے کہ اس کائنات کی ہر چیز میں نئی زندگیاں آتی ہیں، سوتے ہوئے لوگ بیدار ہوتے ہیں، کلیاں چٹکتی ہیں، غنچے کھلتے ہیں، پھول کھلتے ہیں، پرندے جاگتے ہیں اور اللہ کا ذکر کرتے ہیں۔ یہ وقت نئی زندگی عطا کرنے والا ہے، اگر اس نئے وقت کو اللہ کے ذکر میں گزارو گے تو تمہارے قلب کے اندر رجوع الی اللہ کا نور پیدا ہوگا۔ پھر مولانا تقی عثمانی تحریر فرماتے ہیں کہ ایک زمانہ وہ تھا کہ فجر کے وقت مسلمانوں کی کسی بستی سے گزر جاؤ تو ہر گھر میں تلاوت قرآن کریم کی آواز آیا کرتی تھی چاہے وہ عالم کا گھر ہو یا جاہل کا اسی سے معاشرے میں نورانیت محسوس ہوتی تھی لیکن اب افسوس یہ ہے کہ اگر مسلمانوں کی بستی سے گزرو تو تلاوت کے بجائے فلمی گانے کی آوازیں آتی ہیں، فالعیاذ باللہ۔ جب دن کا پہلا حصہ ہی ایسے برے کام میں لگا دیا اور اللہ کے ذکر سے غافل ہوگئے تو پھر سارے دن کے کاموں میں نور کہاں سے آئے گا؟ بہرحال اللہ نے صبح کے وقت میں بڑی برکت رکھی ہے اور بڑا نور رکھا ہے اگر انسان اس وقت کو تلاوت میں اللہ کے ذکر میں لگائے تو انشاء اللہ اس کا نور حاصل ہوگا۔

ایک حدیث میں ہے نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا **اللّٰھم بارک لامتی فی بکورھم** ''اے اللہ! میری امت کے صبح کے وقت میں برکتیں نازل فرما۔ امام بیہقی نے ایک روایت نقل کی ہے، جس میں نبی کریم ﷺ نے فجر کے بعد سونے سے منع فرمایا وہ روایت یہ ہے: ایک مرتبہ نبی کریم ﷺ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو فجر کے بعد متصلاً سوتے ہوئے دیکھا تو ان کو جگایا اور فجر کے بعد سونے سے منع فرمایا۔

کاروبار مندہ کیوں نہ ہو؟

اب ہمارے یہاں ساری قدریں الٹ گئیں، دن کے گیارہ یا نو بجے تک بازار بند رہتا ہے، گیارہ بجے کے بعد کاروبار شروع ہوتا ہے۔ گیارہ بجے کا مطلب دوپہر گویا دن کا ایک پہر تو بیکار نیند اور غفلت کی حالت میں بلکہ گناہوں میں گزر گیا، کہیں فلمیں دیکھنے میں، کہیں گانے سننے میں، کہیں گپ شپ میں، پھر ہر شخص کی زبان پر یہ رونا کہ کاروبار مندہ ہے۔ کہاں سے کاروبار چلے؟ مندہ ختم ہو؟ جبکہ تو نے ہی تلاوت، ذکر الٰہی اور نماز مندہ کر رکھا ہے جس ذات کی قدرت میں کاروبار ہے جیسا کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا **ان اللّٰہ ھو الباسط القابض المسعر الرزاق** ''اللہ رب العزت ہی رزق میں فراخی کرنے والا، وہی کاروبار میں مندہ ڈالنے والا، وہی قسمتوں کو متعین کرنے والے اور رزق دینے والا ہے، اب جب ہم نے ہی اپنے تعلقات کو اس کے ساتھ کمزور کردیا جبکہ کاروبار میں ترقی دینا اسی کے قبضہ قدرت میں ہے تو پھر وہ بھی ہم پر کیوں برکتوں کو نازل کریگا۔ لہٰذا ضرورت اس بات کی ہے کہ اس سے تعلق قائم کیا جائے اور اس کے رسول کے بتائے ہوئے راستہ کو اپنایا جائے اور صبح سویرے نماز ذکر تلاوت وغیرہ سے فارغ ہوکر اپنی تجارت کا آغاز کیا جائے پھر دیکھو کیسی برکتیں نازل ہوتی ہیں۔

قتل عام نہیں کر رہے ہیں؟ یہی نہیں بلکہ اس سے بُرا حال جدید سسٹم کے سیل فونز اور انٹرنیٹ کا ہے۔ اخبارات، رسالے اور جدید فوٹو ٹیکنالوجی کی ترقی نے عریانیت اور جنسی آوارگی کو جنم دیا ہے۔ اس بھرپور تہذیبی یلغار کے بعد کسی کے گھر کی کوئی جوان بیٹی یا بہن جس کا تعلق بہرحال ملت اسلامیہ سے ہے اور جن کے شب و روز کی تعمیر نما تخریب جن کی تعلیمی ترجیحات و انتخاب اور جن کی اخلاق و اصول سے عاری تربیت میں ان کے والدین کا بڑا حصہ ہوتا ہے۔ اگر کسی پارک میں جہاں کا داخلہ برائے نام دو سے پانچ روپے رکھے جاتے ہوں، کسی پیڑ کے سائے تلے، یا کسی بائیک کے پیچھے یا کسی کار میں اخلاق سوز حرکات یا آنکھوں کو شرمندہ کر دینے والی بے حیائی کا مظاہرہ کرتے ہوں اور بھی ملت اور والدین کو انگوٹھا دکھاتے ہوئے گورنمنٹ کی فراخدلی کے سبب جو عموماً ایسے تمام موقعوں پر مہیا ہوتی ہے، میرج رجسٹریشن کے سہارے پھول مالائیں پہن لیتے ہوں تب بھی کیا وقت نہیں آپکا ہوتا ہے کہ ٹھہرا جائے اور دیکھا جائے کہ غلطی کہاں سے شروع ہوئی ہے اور نقصان کتنا کچھ ہو چکا ہے اور تلافی کیوں کر ممکن ہے۔

بچوں کے جوانی کی عمر کو پہنچ جانے کے بعد بھی اگر والدین زبردستی اپنے سر کے بالوں کو جوان و سیاہ بنانے کا ارتکاب کرتے ہوں اور اپنی چال ڈھال، نشست و برخاست کو بزرگی کی مقدس ردا کی بجائے خود کو چھیل چھبیلا بنائے رکھنے کا خبط رکھتے ہوں، خاندانی و معاشرتی تعلقات کی بنیادوں کو بنانے، سنوارنے اور اسلامی تعلیمات کی روشنی میں نکھارنے کی بجائے رشتوں ناتوں میں دوری بنائے رکھنے کی راہ کے راہی بن جاتے ہوں، انفاق، ایثار، صلہ رحمی، فیاضی، رحم دلی، محبت و شفقت اور رب کو راضی کرنے والے جذبات و احساسات کو بیدار کرنے کی بجائے اور اسی طرح اس فانی و عارضی دنیا سے ایک حد تک ہی لو لگانے نیز آخرت کے توشے کی تیاری کی بجائے روپیہ پیسہ، دھن دولت کے پجاری، قساوت، بخل، تنگ دلی اور دنیا کے غلام بن جاتے ہوں تب ملت کے ایک ایک فرد بشر کو جو درد مند، صاحب دل، احساس کا پیکر، مروت و اخلاق کا مجموعہ، حبیب پاک ﷺ کا شیدائی اور اپنے پیدا کرنے والے کا فی الجملہ عبد و غلام ہو لازم ہو جاتا ہے کہ وہ ان حالات میں خاموشی کی خباثت میں مبتلا ہونے کے بجائے چیخ چیخ کر سوز دروں کو بروئے کار لا کر حضور اکرم ﷺ کی اس ملت خیر کو بتائے کہ اس میں نہ صرف اُس کا بلکہ اُس کی آل و اولاد کا، اس کی آنے والی نسلوں کا نقصان و خسارہ عظیم ہے اور یہ بھڑکتی ہوئی جاودانی آگ اس کے محلہ، اس کے شہر اور سارے معاشرے کو اس طرح گھیر کر نیست و نابود کر دے گی کہ وہ موت کو پکارے گا۔ کیونکہ اس کی غیرت و حمیت کا جنازہ خود اس کی آنکھوں کے سامنے نکل چکا ہوگا۔ یہ وہ صورت حال ہے جس سے مختلف درجوں میں کم و بیش آج ملت اسلامیہ دوچار ہے اور اس صورت حال کی پیش گوئی ہمیں سرور عالم ﷺ کی احادیث مبارکہ میں ملتی ہے اور ان حالات سے نکلنے کی راہیں بھی بتائی گئی ہیں۔

چنانچہ قبل اس کے کہ قبولیت دعا کا وقت نکل جائے ہم سب پر لازم ہے کہ ٹھہریں، غور کریں، اور آگ کے گڑھوں کا شکار ہونے سے بچنے کے لیے انفرادی و اجتماعی جدوجہد کا آغاز کریں، ساتھ ہی ساتھ اس اہم بات کو ذہن نشین رکھیں کہ مایوسی سم قاتل ہے اور مٹی آج بھی بڑی زرخیز ہے۔ صالح عناصر، متقی و پرہیزگار اور نیک سیرت نوجوان نسل آج بھی ناپید نہیں۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ تبلیغ و اصلاح کی صور میں پھونک ماری جائے ـــــ کہ فرزندان ابراہیم کم حنیفیت کس لیس اور اللہ کے لعل، ابن عبداللہ کے متوالے وفدا کار سیرت محمدی کو دنیا میں چلتا پھرتا بنانے و دکھانے کا جنون اور سودا سر میں سالیں۔

طلباء کا بوڑھیا کی قبر پر دعاء کے لیے حاضری اور خاندان والوں کا قبول اسلام

محمد خالد اعظمی (کویت)

سیپارہ آدمھرا پردیش کا ایک ایسا گاؤں ہے جہاں اکثریت غیر مسلموں کی ہے، اسی کے مضافات میں ایک بوڑھیا رہتی تھی، وہ بوڑھیا کب مسلمان ہوئی، اور کیسے ہوئی، اس کی تفصیل الگ ہے، اہل خانہ کا کہنا ہے کہ وہ اپنے حساب سے کچھ پڑھتی تھی، یہ ہمیں نہیں معلوم کہ وہ کیا پڑھتی تھی، جب ہم لوگ اس کے بارے میں معلومات حاصل کرنا چاہتے تھے تو کچھ بتانے سے کتراتی تھی، مگر کہتی تھی کہ میں مسلمان ہوں، اس کی خاص بات یہ تھی کہ جمعہ کے روز وہ سیپارہ آتی اور جماعت کے ساتھ نماز جمعہ ادا کرتی، اور اس کے بعد وہ واپس اپنے گھر چلی جاتی تھی، جب اس کا انتقال ہوا تو گھر والوں نے قریب کے مسلمانوں کو فون کر کے بتایا کہ اس کو لے جا کر تم لوگ اپنے حساب سے آخری رسومات ادا کر دو، کیونکہ اس نے اپنے گھر والوں سے پہلے ہی بتا دیا تھا کہ میرے مرنے کے بعد تم لوگ مسلمانوں کو بتا دینا، بہرحال، علاقہ کے مسلمان مرد و خواتین اس کے گھر گئے اور وہاں ایک تالاب کے کنارے اس کی تدفین کر دی گئی۔ چند ماہ بعد دعاۃ کی ایک ٹیم جس میں ملک و بیرون ملک کے طلباء تھے اس گاؤں سے گزری جہاں وہ بوڑھیا مدفون تھی، جس کا انہیں علم تھا، وہ طلباء اس کی قبر پر کھڑے ہو کر دعائیں کرنے لگے تو، اس بوڑھیا کے گھر والوں نے یہ منظر دیکھ لیا، اور ان طلباء کے ارد گرد گاؤں والوں کی اچھی خاصی تعداد جمع ہو گئی اور پوچھنے لگی تم لوگ اس قبر کے پاس کیا کر رہے ہو، دعاۃ کی ٹیم نے برجستہ جواب دیا کہ حقیقت میں ہم لوگوں کا اس بوڑھیا سے خاندانی تعلق نہیں لیکن یہ مسلمان ہے اور ہماری بہن ہو گئی، ہم لوگ اس کے لیے دعا کرنے کے لیے یہاں حاضر ہوئے ہیں، بوڑھیا کے گھر والے پوچھنے لگے کہ آپ لوگ کہاں سے آئے ہیں، تو داعی طلباء نے اپنے اپنے علاقوں کا نام بتاتے ہوئے کہا کہ ہم میں سے بعض آسام، بعض نیپال، بعض جھارکھنڈ، بعض یوپی، اور بعض مہاراشٹر سے تعلق رکھتے ہیں، یہ سن کر بوڑھیا کے گھر والوں کو بڑا تعجب ہوا کہ اتنے دور دراز سے مسلمان ان کی والدہ کو دعائیں دینے کے لیے آئے ہیں، یہ بات بوڑھیا کے گھر والوں کو بہت پسند آئی، اور گھر والے دعاۃ کو اپنے گھر لے گئے، ان کی ضیافت کی اور کہا کہ ہماری ماں فلاں فلاں طریقے سے گھر میں کچھ کرتی تھی جس کو تم لوگ نماز کہتے ہو، اگر یہ تفصیلات اسلام کے بارے میں ہم کو معلوم ہوتی تو ہم بھی مشرف بہ اسلام ہوتے، اسی وقت دعاۃ نے اسلام کی دعوت پیش کی اخیر میں تمام اہل خانہ نے اسلام قبول کر لیا۔ اللہ کا یہ قول بجا ہے:

﴿افمن شرح الله صدره للاسلام فهو على نور من ربه﴾ "تو کیا جس کے سینہ کو اللہ نے اسلام کے لیے کھول دیا اور وہ اپنے رب کے نور پر ہے"۔ (الزمر ۲۲)

ظفر عاقل

معاشرے کی خرابیاں اور ہماری ذمہ داریاں

آج کا مسلم معاشرہ ہماری فوری توجہ کا طالب ہے اس سے پہلے کہ کوئی حادثہ اس کو بہت بڑے خسارے و نقصان سے دوچار کردے کیا یہ ضروری نہیں ہے کہ ہم اپنی روش بدل ڈالیں۔ یہ اس لیے بھی کہ معاشرہ ہم خود ہیں اور معاشرے کا نقصان ہمارا اپنا اور ہم میں سے ایک ایک فرد بشر کا انفرادی نقصان ہوگا۔ خاندانی حصار بندی جو ہماری عائلی روایات اور معاشرتی رسم ورواج کی وجہ سے کسی نہ کسی درجہ میں محفوظ سمجھی جاتی تھیں اب اس کی بندشیں ڈھیلی پڑجانے کے سبب نئے طرز کے اقدامات اور توجہات کا تقاضا کرنے لگی ہیں۔ ماضی قریب تک خاندان کا جو تصور تھا اب وہ تصور ختم یا محدود ہوکر میں' میری بیوی اور میرے ایک یا دو بچے تک سکڑ کر رہ گیا ہے۔

اس کی وجہ سے والدین جو باعث تخلیق ہوتے ہیں اور جن کے لازوال ولاثانی احسانات کے بدل کا عشر عشیر کوئی اولاد بھی ادا نہیں کرسکتی' اب بے یار و مددگار، قابل ترس بڑھاپا، ویران ودکھی وحشت نگاہیں بن کر رہ گیے ہیں۔ غفلت کا شکار اور انجام سے بے پروا آج کی یہ اولاد جو ظلم وستم کے پہاڑ اپنے والدین پر توڑتی ہے وہ یہ بھول جاتی ہے کہ ان کی اپنی اولاد کے ہاتھوں مستقبل قریب میں ان کی اپنی بھی درگت بننے والی ہے۔

مادیت کی ریل پیل، نفسانفسی کے عالم اور دنیا کو ہی سب کچھ سمجھ لینے اور آخرت کی ہمالیاتی غفلت نے آج کے معاشرہ کو بالخصوص ہمارے فیملی سسٹم اور رشتوں کے تقدس وخلوص اور باہمی اعتماد ومحبت کی فضا کو دیمک کی طرح اندر سے کھوکھلا کردیا ہے۔

چنانچہ دو پیر کے انسانی شرف اور چوپایہ جانوروں کی خصلتوں میں جب حد امتیاز ختم ہوجائے تب وقت آپکا ہوتا ہے کہ غفلت کی غلط اور اختیاری مدہوشی کو ختم کردیا جائے ورنہ برائیوں، گناہوں اور غیر اخلاقی تباہ کاریوں کا کوئی جان لیوا اٹیک زمین کے اس بوجھ کو کسی قبر کے گڑھے میں ڈال کر دبادے گا تاکہ معاشرے میں مزید تعفن پھیلانے کا گھناونا عمل ختم ہوکر رہ جائے۔ کیا سرکی دو آنکھوں سے یہ بات پوشیدہ رہ گئی ہے کہ نوجوان لڑکوں میں باغیانہ پن، بے رواوروی، فضول خرچی عام ہوگئی ہے۔ غیر ذمہ دارانہ پن، بیکار وقت گزاری، علم وتعلیم سے عدم دلچسپی اب کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں رہ گئی ہے۔ ملت کے نوجوانوں کے بالمقابل لڑکیاں ہر میدان میں سبقت کرکے نئے نئے ریکارڈ قائم کررہی ہیں۔ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ ملت کی یہ نصف بہتر اپنی ذات کی کھوج اور تکمیلی ادراک کو پروان چڑھانے کے لیے یکسو ہوچکی ہیں۔ جبکہ نوجوان لڑکوں میں لاابالی پن، بڑوں کا ادب، رشتوں کا پاس ولحاظ ختم ہوتا جارہا ہے۔ مقصد زندگی سے ناواقفیت کی جہالت کا شکار آج کا لڑکا عشق بازی، جنسی انارکی اور ہوس پرستوں کے لیے بےلگام ہوتا جارہا ہے۔ اللہ اور رسول کی تعلیمات سے دوری اور عشق الٰہی وحب نبوی ﷺ اس کے لیے اجنبی شے بن کر رہ گئی ہیں۔

سگریٹ نوشی کی فقہی بحث سے سردست اعراض بھی کیا جائے تب بھی آج لڑکوں میں یہ بات دن کی روشنی کی طرح عیاں ہے کہ ایک قومی فریضے کی طرح ان میں یہ گھر بنا چکا ہے۔ کھینچ کر

نا پاجائے تب بھی قد ویزی کا نکلے گا لیکن منہ میں کنگ سائز سگریٹ رکھنے کا جنون اس کی اپنی جوانی آنے سے پہلے جوان ہوتا دکھائی دے گا۔ اسی طرح شراب نوشی اور دیگر نشہ آور چیزوں سے بھی اب کوئی غیر آشنائی نہیں رہ گئی ہے۔ خالی بوتلوں کی پھیری والا اب ہمارے محلوں سے بھی خالی ہاتھ نہیں جاتا۔

اس کے بعد بھی کوئی ابن آدم شتر مرغ کی خصلت کا اسیر بنا رہنا چاہے تو یہ آزادی اس کو اس کے خالق ومالک نے اس فانی و امتحانی دنیا میں دی ہے جس پر قدغن تو نہیں لگائی جاسکتی البتہ سورۃ العصر کی متابعت میں توجہ دہانی کی تکرار کی جاسکتی ہے۔ کیونکہ یہ اس کا حق اور ہم سب کا فریضہ ہے۔

شراب اور دیگر نشہ آور چیزوں کا نتیجہ لڑائی جھگڑے حتی کہ قتل وخون کی شکل میں آج ہمارے سامنے ہے اور معاندین اسلام تو فرزندان ملت میں بھی جا چکے ہیں۔ یہودیوں کے خفیہ

پروٹوکول کا مطالعہ کیجئے، کیا وہ اس کے علاوہ کچھ اور بھی ہے؟ ذرا دل کی نظروں کو اجازت دیجئے اور وزراہوش کے ناخن سے ضمیر پر چھائی گرد کو ہٹا دیجئے اور پھر اپنے اطراف مؤمنانہ نگاہ و بصیرت کو دوڑا دیجئے سارا منظر واضح ہوجائے گا اور کیا یہ کوئی راز ہے کہ بیکاری اور بے روزگاری کے بیچ ڈولتا ملت اسلامیہ کا نوجوان اپنے والدین کی کمائی و دولت پر عیش کرنے کا خوگر ہوچکا ہے۔ اس عذاب جاریہ کو پرورش کرنے میں آج کے والدین کا حصہ بھی کچھ کم نہیں ہے۔ کیا اس میں اب کوئی دورائے بھی ہے کہ گھروں میں ٹی وی کی ٹی پی نے رشتوں کے تقدس کو پامال کردیا ہے۔ کتنے فی ہزار یا فی دس ہزار ہوں گے جو ٹی وی کا صحیح اور فائدہ بخش استعمال کرتے ہوں گے۔ ٹی وی کے غلط پروگرام دراصل آہستہ آہستہ انسان کو اباحیت پسندی میں مبتلا کردیتے ہیں چنانچہ ٹی وی آج ننگے پکے گوشت کو آنکھوں سے چبا چبا کر عریانیت کی بدہضمی میں مبتلا کردینے اور پھر بدبودار قے کردینے کا وسیلہ بن گیا ہے۔ اسی طرح لایعنی پروگرام، سلسلہ وار سیریل، کرکٹ گیمز وغیرہ وقت کو قتل بھی کرتے ہیں اور عبادتوں کے نظام کو تباہ اور ان کی اہمیت کو بے اثر بھی کردیتے ہیں۔ کارٹونس کی دنیا بچوں کے ذہنوں پر دیومالائی تخیلات کو اجاگر کرنے کے ساتھ ساتھ نااہل وکاہل بنانے میں سرگرم عمل ہے۔ کیا ایک چھت کے نیچے، ایک ہال یا روم میں گھر کے افراد، خاندان دھڑلے سے ٹی وی کی نحوس برکتوں کے سبب حرمتوں کا

۷۔ تُبْلِيْ وَ يُخْلِفُ اللّٰهُ تَعَالىٰ۔ (بخاری، احمد، ابوداود)۔

۸۔ اِلْبَسْ جَدِيْدًا وَعِشْ حَمِيْدًا وَمُتْ شَهِيْدًا۔ (احمد، ابن ماجہ: صحیح)۔

۹۔ اور جب لباس اتاریں تو بِسْمِ اللّٰهِ۔ کہہ کر اتارے۔ (ترمذی وصحیح الجامع)۔

۱۰۔ مرد کا لباس اونچا اور عورت کا لباس لمبا ہونا چاہیے: شریعت نے دونوں کے لباس میں لمبے پن اور چھوٹے پن کے لحاظ سے فرق کیا ہے۔ مرد کے لیے آدھی پنڈلی سے لیکر ٹخنوں سے اوپر تک حد مقرر کی ہے اور عورت کے لیے دونوں قدم بھی ڈھانکنا لازم ہے تاکہ مردوں کے لیے فتنہ کا باعث نہ بنے۔

☆ عجیب بات یہ ہے کہ آج معاملہ بالکل الٹ چکا ہے! اکثر مرد اپنے کپڑوں کو نیچے کرلیے ہیں یہاں تک کہ زمین کو جھاڑو دینے لگ گئے! اور اکثر عورتیں اپنا لباس اونچا اور چھوٹا کرلیں یہاں تک کہ ان کی پنڈلیاں ظاہر ہونے لگیں اور بعض اس سے بھی تجاوز کر گئیں۔

یہ ایک کبیرہ گناہ ہے جس پر احادیث میں سخت وعید آئی ہے:

• ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: مَا أَسْفَلَ مِنَ الْكَعْبَيْنِ مِنَ الْإِزَارِ فَفِي النَّارِ۔ دونوں ٹخنوں سے نیچے جتنے حصہ پر تہبند لٹکا ہوگا وہ جہنم کی آگ میں (جلایا جائے گا)۔ (اور امام احمد کی روایت میں یوں ہے کہ)۔ إِزْرَةُ الْمُؤْمِنِ مِنْ أَنْصَافِ السَّاقَيْنِ فَأَسْفَلَ مِنْ ذٰلِكَ إِلَى مَا فَوْقَ الْكَعْبَيْنِ فَمَا أَسْفَلَ مِنْ ذٰلِكَ فَفِي النَّارِ۔ (بخاری، احمد، نسائی)۔ مومن کا تہبند آدھی پنڈلیوں سے لیکر ٹخنوں کے اوپر تک ہے، لہذا جس کا تہبند اس سے نیچے ہوگا وہ جہنم کی آگ میں (جلایا جائے گا)۔

• ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ثَلَاثَةٌ لَا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا يَنْظُرُ إِلَيْهِمْ وَلَا يُزَكِّيْهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيْمٌ، قَالَ: فَقَرَأَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ثَلَاثَ مِرَارٍ، قَالَ أَبُوْذَرٍ: خَابُوْا وَخَسِرُوْا، مَنْ هُمْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ: الْمُسْبِلُ وَالْمَنَّانُ وَالْمُنَفِّقُ سِلْعَتَهُ بِالْحَلِفِ الْكَاذِبِ۔ (مسلم، احمد، ترمذی، ابوداود، نسائی، ابن ماجہ، دارمی)۔

تین قسم کے لوگ ایسے ہیں جن سے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن بات نہیں کرے گا، نہ ان کی طرف نظر کرم فرمائے گا اور نہ ہی انہیں (گناہوں سے) پاک کرے گا، ان کے لیے دردناک عذاب ہے۔ رسول اللہ ﷺ اس بات کو تین بار فرمایا، ابوذر نے کہا: یہ لوگ ناکام اور نامراد ہوگئے! یا رسول اللہ! یہ لوگ کون ہیں؟! آپ ﷺ نے فرمایا: اپنا تہبند لٹکانے والا، احسان جتلانے والا، جھوٹی قسم کھا کر اپنا سامان تجارت بیچنے والا۔ (مسلم، احمد، ترمذی، ابوداود، نسائی، ابن ماجہ، دارمی)۔

• رسول اللہ ﷺ نے (ایک بار) تہبند کا ذکر فرمایا تو ام سلمہ۔ ام المومنین۔ نے پوچھا: یا رسول اللہ! عورت (کا تہبند کہاں تک ہونی چاہیے)؟ آپ ﷺ نے فرمایا: (پنڈلی سے) ایک بالشت نیچے رکھے، ام سلمہؓ نے کہا: تب تو اس کا (کچھ حصہ) ظاہر ہوگا۔ آپ فرمایا: ہاں تو ایک ہاتھ نیچے رکھ لے، اس سے زیادہ نہ کرے۔ (احمد، ابوداود، ترمذی، ابن ماجہ، مالک، دارمی: صحیح)

• نوٹ: عورت کو اپنا کپڑا لمبا رکھنے کا حکم ہے: تاکہ اس کے دونوں قدم چھپ جائیں، اگر عورت کا کپڑا اس کے قدموں کو نہ چھپا سکے تو موزے پہن کر بھی انہیں ڈھانک سکتی ہے۔

ابن عثیمین رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: اکثر اہل علم کے نزدیک عورت کا اپنے قدموں کو ڈھانکنا مشروع بلکہ واجب ہے۔ لہذا عورت کو چاہیے کہ وہ اپنے دونوں قدموں کو کسی اضافی کپڑے سے یا موزے وغیرہ سے ڈھانک لے۔ (فتاوی ابن عثیمین: ۲/۸۳۸)۔

۱۱۔ تکبر سے کپڑا لٹکانا حرام ہے: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: لَا يَنْظُرُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِلَى مَنْ جَرَّ إِزَارَهُ بَطَرًا۔ (بخاری، مسلم، احمد)۔ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس شخص کی طرف نظر (رحمت) سے نہیں دیکھے گا (یعنی اس پر غضبناک ہوگا) جس نے تکبر کے ساتھ اپنا تہبند (ازار، پیانٹ، لنگی وغیرہ ٹخنے سے نیچے) لٹکا کر چلتا ہے۔ (بخاری، مسلم، احمد)۔

• عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بَيْنَا رَجُلٌ يَجُرُّ إِزَارَهُ إِذْ خُسِفَ بِهِ فَهُوَ يَتَجَلْجَلُ فِي الْأَرْضِ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ۔ (بخاری)۔ ایک دفعہ ایک شخص تکبر کے ساتھ اپنا تہبند گھسیٹ کر چل رہا تھا تو اسے زمین میں دھنسا دیا گیا، اب وہ قیامت کے دن تک زمین میں دھنستا رہے گا۔ (بخاری، مسلم، احمد)۔

• نوٹ: بعض لوگ کہتے ہیں کہ اگر دل میں تکبر نہ ہو تو تہبند ٹخنوں سے نیچے رکھنے میں کوئی حرج نہیں ہے، اس کے لیے وہ ابوبکر صدیق کی مثال پیش کرتے ہیں جبکہ ابوبکر صدیق کے واقعہ میں ان کے لیے کوئی دلیل اور جواز موجود نہیں ہے، اس کی تفصیل حدیث میں یوں آئی ہے کہ: ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

مَنْ جَرَّ ثَوْبَهُ خُيَلَاءَ لَمْ يَنْظُرِ اللّٰهُ إِلَيْهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔ جو شخص تکبر سے اپنا کپڑا لٹکائے گا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی طرف نظر کرم نہیں فرمائے گا۔ تو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے پوچھا: یا رسول اللہ میرا تہبند کا ایک جانب لٹک جاتا ہے الا یہ کہ میں اس کا خیال کرتا رہوں، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: لَسْتَ مِمَّنْ يَصْنَعُهُ خُيَلَاءَ۔ تم ان لوگوں میں سے نہیں ہیں جو تکبر سے ایسا کرتے ہیں۔ (بخاری، مسلم، احمد، ترمذی، نسائی، ابوداود، ابن ماجہ، مالک)۔

جو لوگ اس واقعہ سے دلیل لیتے ہیں ان سے کہا جائے گا کہ اگر آپ کے اندر تین شروط پائی جائیں تو آپ کو بھی اپنا کپڑا لٹکانے کی اجازت ہے:

۱۔ آپ کے تہبند کا صرف ایک جانب لٹکتا ہو نہ کہ تمام جانب۔

۲۔ جب بھی آپ کا تہبند لٹک کر نیچے آجائے تو آپ اسے اوپر اٹھالیں، کیونکہ یہ چیز آپ کے اختیار کے بغیر ہورہی ہے۔ جیسا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کیا کرتے تھے۔ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ امام احمد کی ایک روایت میں ہے کہ ابوبکر نے فرمایا: ((إِنَّ إِزَارِيْ يَسْتَرْخِيْ أَحْيَانًا۔ میرا تہبند کبھی کبھی نیچے لٹک جاتا ہے))۔ شاید چلنے وغیرہ کی وجہ سے جب حرکت پیدا ہوتی ہے تو بغیر اختیار کے ان کا کمر بند ڈھیلا ہوجاتا تھا اور جب وہ اس کا خیال رکھتے تھے تو وہ نیچے نہیں آتا تھا اس لیے کہ جب بھی ان کا تہبند ڈھیلا ہوجاتا تو وہ اُسے کس کر باندھ لیتے تھے۔ (فتح الباری: ۱۰/۲۶۶)۔ ۳۔ نبی کریم ﷺ آپ کے حق میں اس بات کی شہادت دیں کہ آپ تکبر کرنے والے نہیں ہیں!۔ اور اب اس آخری شرط کا پایا جانا ناممکن ہے۔

اس واقعہ سے صرف اتنی بات ثابت ہوتی ہے کہ اگر کوئی بیمار ہے یا دبلا پتلا ہے اور اس کا تہبند احتیاط کے باوجود نیچے آجائے تو اس میں کوئی حرج نہیں، لیکن آج یہ چیز فیشن بن چکی ہے اور غیروں کی تقلید پہنچی ہے۔

☆ فائدہ: ٹخنوں سے نیچے کپڑا لٹکانے کی تین حالتیں ہیں:

۱۔ تکبر کے ساتھ کپڑا لٹکائے رکھنا: اس کی وجہ سے [اللہ تعالیٰ قیامت کے دن نہ اس سے بات کرے گا، نہ اس کی طرف نظر کرم فرمائے گا (یعنی اس پر غضبناک ہوگا)، اور نہ ہی اس کو گناہوں سے پاک کرے گا]، دوسرے یہ کہ [وہ حصہ جہنم میں جلایا جائے گا]۔ (بخاری، مسلم، احمد)۔

۲۔ بغیر تکبر کے عمداً اور ہمیشہ ٹخنے سے نیچے رکھنا: اس کے لیے ایک عذاب ہے کہ [وہ حصہ جہنم کی آگ میں جلایا جائے گا]۔ (بخاری، احمد، نسائی)۔

۳۔ بغیر اختیار اور بغیر تکبر کے عارضی طور پر تہبند لٹک کر نیچے آجائے: تو یہ حالت تنبیہ میں داخل نہیں ہے۔ (فتح الباری: ۱۰/۲۶۷)۔ اس لیے کہ سورج گرہن کے موقع پر نبی کریم ﷺ جلدی میں اپنا کپڑا گھسیٹتے ہوئے مسجد آئے تھے۔ (بخاری، احمد، نسائی)۔ اور ابوبکر صدیق کے ساتھ جو حالت پیش آتی تھی وہ بھی اسی ضمن میں داخل ہے۔ جیسا کہ اوپر گزر چکا ہے۔ (فتاوی ابن عثیمینؒ)۔

• تکبر کے ساتھ کپڑا لٹکانے کی قید ایک عمومی اور غالب قید ہے ورنہ تکبر ہر حالت میں مذموم اور حرام ہے: چاہے کپڑا ٹخنے سے اوپر ہی کیوں نہ ہو، اس لیے کہ تکبر: اللہ کی خاص صفت ہے، لہذا جو شخص تکبر کرے گا وہ جہنم کی آگ میں جھونک دیا جائے گا۔ (دیکھیے: مسلم، احمد، ابوداود، ابن ماجہ۔ فتح الباری: ۱۰/۲۷۱)۔

حافظ عبدالحفیظ عمری مدنی (کویت)

لباس اور زینت کے آداب

لباس اللہ تعالیٰ کی ایک اہم نعمت ہے جس کا مقصد ستر پوشی اور شرم وحیا کے تقاضوں کو ملحوظ رکھنا ہے۔ لباس اگر شریعت کے تقاضوں کو پورا نہ کرے تو شرم وحیا کے رخصت ہونے کا اندیشہ ہے۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے ظاہری لباس کا ذکر فرماتے ہوئے معنوی لباس تقویٰ کی طرف ابھارا ہے جس میں شرم وحیا بھی داخل ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿ یَا بَنِیْ آدَمَ قَدْ اَنْزَلْنَا عَلَیْکُمْ لِبَاسًا یُّوَارِیْ سَوْآتِکُمْ وَرِیْشًا وَلِبَاسُ التَّقْوٰی ذٰلِکَ خَیْرٌ، ذٰلِکَ مِنْ آیَاتِ اللّٰہِ لَعَلَّہُمْ یَذَّکَّرُوْنَ ﴾۔ (الاعراف:۲۶)۔

اے آدم کی اولاد! ہم نے تمہارے لیے لباس پیدا کیا جو تمہاری شرمگاہوں کو چھپاتا ہے اور موجب زینت بھی ہے اور تقویٰ کا لباس یہ اس سے بڑھ کر ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ہے تاکہ یہ لوگ یاد رکھیں۔

ابن کثیر رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: [لباس]: ستر پوشی کی چیزوں کو کہتے ہیں اور [ریش]: ظاہری زینت کی چیزوں کو کہتے ہیں۔ لباس: انسانی زندگی کی ضرورت ہے جبکہ ریش: ضرورت زندگی سے زائد اور کمالیات میں سے ہے۔

لباس اور زینت اللہ کی نعمتیں ہیں جن کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے ان آیتوں میں اپنے بندوں پر احسان جتلایا ہے۔ اس نعمت کی صحیح قدر اسی وقت ہوسکتی ہے جب کہ اس کا استعمال شریعت کے بتائے ہوئے آداب اور اصولوں کے مطابق ہو مندرجہ ذیل سطور میں لباس اور زینت کے اصول وآداب عرض ہیں:

۱۔ ستر ڈھانکنا: ستر ڈھانکنا ایک اہم اسلامی ادب ہے، بلکہ واجب ہے: کیونکہ ستر کھلا رکھنے سے کئی برائیاں پیدا ہوتی ہیں اور اسلام نے برائیوں تک پہنچانے والے تمام راستوں کو بند کردیا ہے۔ اور مردوں اور عورتوں کو ایک دوسرے کی ستر (شرمگاہوں) کو دیکھنے سے منع فرمایا ہے: لَا یَنْظُرِ الرَّجُلُ اِلٰی عَوْرَةِ الرَّجُلِ وَ لَا الْمَرْاَةُ اِلٰی عَوْرَةِ الْمَرْاَةِ (مسلم)۔ مرد آدمی دوسرے مرد آدمی کا ستر (شرم گاہ) کو نہ دیکھے اور نہ عورت دوسری عورت کا ستر (شرم گاہ) کو دیکھے۔

• بہز بن حکیم کہتے ہیں کہ:

''میں نے کہا اے اللہ کے رسول ہمیں اپنی شرمگاہیں کہاں کھولنا چاہیے اور کہاں چھپانا چاہیے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اپنی شرمگاہ کی حفاظت کرو سوائے اپنی بیوی اور اپنی لونڈی کے۔ میں نے کہا: یارسول اللہ جب لوگ ایک دوسرے میں گھل مل گئے ہوں تو کیا کیا جائے؟ آپ نے فرمایا: تم استطاعت بھر کوشش کرو کہ اسے کوئی نہ دیکھ سکے، میں نے کہا اگر ہم میں کا کوئی شخص تنہا ہو تو کیا (شرم گاہ کھلا رکھ سکتا) ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ لوگوں سے زیادہ حقدار ہے کہ اس سے شرم کی جائے۔ (ابوداود، ترمذی، ابن ماجہ: حسن)۔

> تین قسم کے لوگ ایسے ہیں جن سے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن بات نہیں کرے گا، نہ ان کی طرف نظر کرم فرمائے گا اور نہ ہی انہیں (گناہوں سے) پاک کرے گا، ان کے لیے دردناک عذاب ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اس بات کو تین بار فرمایا، ابوذرؓ نے کہا: یہ لوگ ناکام اور نامراد ہوگئے! یارسول اللہ! یہ لوگ کون ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اپنا تہبند لٹکانے والا، احسان جتلانے والا، جھوٹی قسم کھا کر اپنا سامان تجارت بیچنے والا۔ (مسلم)

۲۔ سفید لباس پہننا مستحب ہے:

• ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اِلْبَسُوْا مِنْ ثِیَابِکُمُ الْبَیَاضَ فَاِنَّهَا مِنْ خَیْرِ ثِیَابِکُمْ وَکَفِّنُوْا فِیْهَا مَوْتَاکُمْ ...... الحدیث۔ (احمد، ابوداود، ابن ماجہ، ترمذی: صحیح)۔ سفید کپڑے پہنو اس لیے کہ وہ تمہارے بہترین کپڑوں میں سے ہیں اور اسی میں اپنے مُردوں کو کفن دو۔

• سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اِلْبَسُوْا مِنْ ثِیَابِکُمُ الْبَیَاضَ فَاِنَّهَا اَطْهَرُ وَاَطْیَبُ وَکَفِّنُوْا فِیْهَا مَوْتَاکُمْ۔ (احمد، نسائی، ابن ماجہ: صحیح)۔ سفید لباس پہنو اس لیے کہ وہ زیادہ پاک اور اچھا ہے اور اسی میں اپنے مُردوں کو کفن دو۔

۳۔ رنگوں میں زعفرانی اور خالص لال رنگ کا لباس پہننا منع ہے:

عبداللہ بن عمرو بن العاص کہتے ہیں کہ: رسول اللہ ﷺ نے مجھے دو زعفرانی کپڑے پہنے دیکھا تو فرمایا: اِنَّ هٰذِهٖ مِنْ ثِیَابِ الْکُفَّارِ فَلَا تَلْبَسْهَا۔ (مسلم، احمد، نسائی)۔ یقیناً یہ کفار کے کپڑے ہیں لہذا تم انہیں نہ پہنو۔

یعنی اس میں کافروں کی مشابہت ہے، لہذا ایسا لباس جو غیر مسلموں کی مذہبی یا قومی پہچان ہے تو اس کا پہننا حرام ہے۔

۴۔ ایسا لباس جو خالص لال نہ ہو بلکہ اس میں دیگر رنگوں کی آمیزش ہو تو ایسا لباس پہننے میں کوئی حرج نہیں ہے: کیوں کہ رسول اللہ ﷺ کے بارے میں براء بن عازب فرماتے ہیں کہ: وَلَقَدْ رَاَیْتُهٗ فِیْ حُلَّةٍ حَمْرَاءَ مَا رَاَیْتُ شَیْئًا اَحْسَنَ مِنْهُ۔ میں نے آپ کو لال لباس زیب تن کیے ہوئے دیکھا، میں نے (آپ پر) اس سے خوبصورت کوئی اور چیز (لباس) نہیں دیکھی۔ (بخاری)۔

ابن قیم رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ لال لباس یمن کی چادر تھی اور یمن کی چادریں خالص لال رنگ سے رنگی ہوئی نہیں ہوتی تھیں۔ (فتح الباری:۱۰/۳۱۹)۔

• جن احادیث میں کالے یا سرخ رنگ کے لباس پہننے کا ذکر ہے اس سے مراد سرخی مائل یا سیاہی مائل لکیر دار کپڑے ہیں۔ حافظ ابن قیم نے لکھا ہے کہ بالکل سیاہ، سبز اور سرخ لباس آپ نے نہیں پہنا، حدیث میں ایسے رنگوں سے مراد ان رنگوں کا غالب ہونا ہے، البتہ دستار مبارک اور سردیوں میں اوپر لپیٹنے والی چادر خالص کالے رنگ کی استعمال فرمائی ہے۔ (فہم الحدیث جلد۲، ص:۴۳۷)۔

۵۔ لباس پہنتے ہوئے سیدھی جانب سے شروع کرنا چاہیے: عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ: کَانَ النَّبِیُّ ﷺ یُحِبُّ التَّیَمُّنَ فِیْ شَانِهٖ کُلِّهٖ فِیْ نَعْلِهٖ وَتَرَجُّلِهٖ وَطُهُوْرِهٖ۔ نبی کریم ﷺ اپنے ہر (اچھے) کام میں سیدھی جانب سے (شروع کرنا) پسند فرماتے تھے: جوتے پہنتے وقت، کنگھی کرتے وقت اور وضو کرتے وقت۔ (مسلم)۔

۶۔ کپڑا پہنتے وقت یہ دعا پڑھیں: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ کَسَانِیْ هٰذَا الثَّوْبَ، وَرَزَقَنِیْهِ مِنْ غَیْرِ حَوْلٍ مِّنِّیْ وَلَا قُوَّةٍ۔ (ابوداود)۔

• معاذ بن انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص کپڑا پہن کر یہ دعا پڑھے تو اللہ تعالیٰ اس کے اگلے (اور پچھلے) گناہ بخش دیتا ہے۔ (ابوداود، دارمی، البانی نے اس حدیث کو حسن کہا ہے سوائے قوسین کے الفاظ کے)۔

۷۔ جب نیا لباس پہنیں تو یہ دعا پڑھیں:

• ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب کوئی نیا کپڑا پہنتے تو اس کا نام لیتے مثلاً عمامہ، قمیص، یا چادر پھر یہ دعا پڑھتے: اَللّٰهُمَّ لَکَ الْحَمْدُ اَنْتَ کَسَوْتَنِیْهِ، اَسْاَلُکَ مِنْ خَیْرِهٖ وَخَیْرِ مَا صُنِعَ لَهٗ وَاَعُوْذُ بِکَ مِنْ شَرِّهٖ وَشَرِّ مَا صُنِعَ لَهٗ۔ (ابوداود، ترمذی: صحیح)۔

۸۔ نیا لباس پہننے والے کے لیے یہ دعا دیں:

افادات: مولانا خالد سیف اللہ رحمانی

آپ کے مسائل اور اُن کا حل

ڈاکٹر نے علاج میں کوتاہی کی تو ضامن ہوگا

سوال: ڈاکٹر نے علاج میں کوتاہی کی تو کیا وہ ضامن ہوگا؟

جواب: ایسا ڈاکٹر جو جس مرض کا علاج کر رہا ہے وہ قانوناً اس کا مجاز ہے اور اس نے اصول علاج کے مطابق کسی کوتاہی کا ارتکاب نہیں کیا ہے تو اتفاق ہے کہ وہ ضامن نہیں ہوگا (زاد المعاد ۱۳۹/۴) لیکن اگر مریض کا علاج کرنے میں وہ فنی کوتاہی اور بے احتیاطی کا مرتکب ہوا ہے تو وہ نقصان کا ضامن ہوگا۔

کیا بیماریاں متعدی ہوتی ہیں؟

سوال: شریعت بعض بیماریوں کے متعدی ہونے کے بارے میں کیا کہتی ہے؟ تعدیہ کی نفی کرتی ہیں جو روایات نفی کرتی ہیں وہ عام طور پر ''لاعدوی'' (بخاری مسلم) کے لفظ سے وارد ہوئی ہیں۔ اسی طرح آپ ﷺ نے مجذوم کے ساتھ کھانا تناول فرمایا اور فرمایا کہ: ''اللہ کے بھروسہ اور توکل پر'' (فتح الباری) اور بعض روایتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ کچھ امراض میں متعدی ہونے کی صلاحیت ہے مثلاً ''بیمار اونٹوں کو تندرستوں پر نہ لاؤ'' (بخاری مسلم) ''کوڑھی سے شیر کی طرح بھاگو'' (بخاری)

اسی طرح حضرت سعد اور عبدالرحمٰن بن عوف کی روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جب کسی مقام پر طاعون کی اطلاع پاؤ تو وہاں نہ جاؤ اور تم جس سرزمین میں ہو وہیں آجائے تو اس سے باہر نہ جاؤ'' (بخاری)

حافظ ابن حجرؒ نے تفصیل سے ان دونوں طرح کی روایات میں تطبیق کی بابت اہل علم کے اقوال بیان کیا ہے۔ منجملہ ان کے ایک یہ ہے کہ زمانہ جاہلیت میں لوگ سمجھتے تھے کہ امراض خود بخود اور لازماً دوسروں میں منتقل ہوتے ہیں، اللہ تعالیٰ کی قدرت واختیار کا اس میں دخل نہیں' اس کی نفی کی گئی ہے۔ اور جن روایات سے تعدیہ کا ثبوت ظاہر ہے ان کا منشاء یہ ہے کہ اسباب کے درجہ میں تعدیہ بیماری کا سبب اور ذریعہ بن سکتا ہے لیکن یہ بہر حال مشیت خداوندی کے تابع ہے۔

حافظ ابن حجر کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ اکثر اہل علم کی یہی رائے ہے'' (فتح الباری ۱۹۱/۱۰)

ہمارے عہد میں بہت سے امراض کا متعدی ہونا نظر و خیال سے بڑھ کر مشاہدہ بن چکا ہے اور خدا اور رسول کا کلام واقعہ و مشاہدہ کے خلاف نہیں ہوسکتا۔ اس لیے صحیح یہی ہے کہ بعض امراض جراثیم کے ذریعہ ہوتے ہیں، البتہ یہ منجملہ اسباب کے ہیں، نہ بیماری کا پیدا ہونا کسی بیمار سے میل جول پر موقوف ہے اور نہ یہ ضروری ہے کہ بیمار شخص سے میل جول لازماً بیماری کو لے آئے۔ ان اسباب سے متاثر ہونا اور نہ ہونا بہر حال مشیت خداوندی اور قدر الٰہی کے تابع ہے۔

شرعی مصلحتوں کی بنا پر غیبت جائز ہے

غیبت کی شناعت بیان کرتے ہوئے قرآن نے کہا کہ غیبت کرنا گویا اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھانا ہے، لیکن کیا کوئی شرعی مصلحت بھی ہے جس میں غیبت جائز ہے؟

جواب: اس میں کوئی شک نہیں کہ غیبت، چغلخوری اور مسلمانوں کے عیوب کا اظہار بدترین گناہ ہے، لیکن اصل میں یہ احکام مقاصد و نتائج کے تابع ہیں۔ اگر کسی درست شرعی مصلحت کے تحت غیبت اور افشائے راز کی حاجت پڑ جائے تو یہی عمل بھی جائز اور کبھی بتقاضائے مصلحت واجب بھی ہو جاتا ہے۔

اس لیے محدثین نے جہاں غیبت کی شناعت پر عنوان باندھا ہے' ان مواقع کی بھی نشاندہی فرمائی ہے جن میں غیبت جائز ہوتی ہے۔ امام بخاریؒ فرماتے ہیں: مایجوز من اغتیاب اھل الفساد والریب ''اہل فساد و ریب کی غیبت جائز ہونے کا بیان'' (بخاری ۸۹۱/۲)

اور پھر اس حدیث سے استدلال کرتے ہیں کہ ایک شخص نے حضور ﷺ سے حاضری کی اجازت چاہی تو آپ نے ایک طرف از راہ اخلاق وطبعی ملاطفت ونرم خوئی اس کو باریابی کی اجازت بھی مرحمت فرمائی اور دوسری طرف ام المومنین حضرت عائشہؓ سے اس کی بابت یہ بھی فرمایا کہ خاندان کا بدترین شخص ہے بئس أخو العشیرۃ (بخاری)۔ اس کے علاوہ ثابت ہے کہ حضرت ہند بن عتبہؓ نے آپ ﷺ سے اپنے شوہر حضرت ابوسفیان کی جانب سے نفقہ میں تنگی برتنے کی شکایت کی تو آپ نے اس پر کوئی تنبیہ نہیں فرمائی (بخاری)۔

> اعضائے انسانی کی پیوندکاری کے لیے جو طبی طریقہ ایجاد ہوا ہے اس میں توہین انسانیت کا پہلو نہیں نکلتا اس لیے یہ جائز ہے بشرطیکہ اس کا مقصود کسی مریض کی جان بچانا یا کسی اہم جسمانی منفعت کو لوٹانا ہو جیسے بینائی، اور طبیب حاذق نے بتایا ہو کہ اس کی وجہ سے صحت کا غالب گمان ہے۔

اسی طرح حضرت فاطمہ بنت قیس نے دو اشخاص سے آئے ہوئے پیام نکاح کی بابت استفسار کیا تو آپ نے اس کو قبول نہ کرنے کا مشورہ دیا اور ان کی کمزوریوں کا ذکر فرمایا (مسلم)

حضرات صحابہ سے بھی کسی مصلحت یا اصلاح کے لیے بعض لوگوں کی خامیوں اور کوتاہیوں کا ذکر کرنا ثابت ہے۔ حافظ ابن حجرؒ نے اس سلسلے میں نہایت جامع تحریر نقل کی ہے:

''علماء نے کہا ہے کہ ہر ایسے مقصد کے لیے غیبت جائز ہے جو شرعاً درست ہو اور اس کے سوا اس مقصد کے حصول کا کوئی اور راستہ نہ ہو جیسے ظلم کی مدافعت، اصلاح منکرات میں مدد حاصل کرنا، فتویٰ دریافت کرنا، قاضی کے یہاں مقدمہ لے جانا، دوسروں کو کسی کے شر سے بچانا، اسی میں یہ بھی داخل ہے کہ راویوں اور گواہوں پر جرح کی جائے، ذمہ داروں کو ان کے ماتحتوں کے حالات سے باخبر کیا جائے، نکاح یا کسی اور معاملہ سے متعلق مشورہ خواہ کو مشورہ دیا جائے، کسی طالب علم کو بدعتی یا فاسق شخص کے پاس آمد و رفت کرتے دیکھا جائے اور اس کے اس سے متاثر ہو جانے کا اندیشہ ہو تو اس کو آگاہ کر دیا جائے۔ نیز جو لوگ علانیہ ظلم و فسق یا بدعت میں مبتلا ہوں' ان کی غیبت کرنا بھی جائز ہے۔ (فتح الباری ۳۷۲/۱۰)

اعضاء کی پیوندکاری

سوال: جسم انسانی میں از راہ علاج جسم کے کٹے ہوئے اور علیحدہ حصہ کی جسم میں پیوندکاری جائز ہے یا نہیں؟

جواب: اس بحث کا خلاصہ یہ ہے کہ اعضائے انسانی کی پیوندکاری کے لیے جو طبی طریقہ ایجاد ہوا ہے اس میں توہین انسانیت کا پہلو نہیں نکلتا اس لیے یہ جائز ہے بشرطیکہ اس کا مقصود کسی مریض کی جان بچانا یا کسی اہم جسمانی منفعت کو لوٹانا ہو جیسے بینائی۔ اور طبیب حاذق نے بتایا ہو کہ اس کی وجہ سے صحت کا غالب گمان ہے۔

غیر مسلم کے اعضاء بھی مسلم کے جسم میں لگائے جاسکتے ہیں، البتہ مردہ شخص کے جسم سے عضو لیا جا رہا ہو تو ضروری ہوگا کہ خود اس نے زندگی میں اجازت دی ہو۔ اس لیے کہ وہ ایک حد تک اپنے جسم کا مالک ہے، نیز اس کے ورثاء کا بھی اس کے لیے راضی ہونا ضروری ہے کیونکہ اب وہی اس کے ولی ہیں۔ اسی لیے مقتول کا قصاص طلب کرنے کا حق انہیں کو حاصل ہوتا ہے۔

زندہ شخص کا عضو حاصل کیا جا رہا ہو تو ضروری ہوگا کہ خود اس نے اس کی اجازت دی ہو اور اس وجہ سے خود اس کو ضرر شدید نہ ہو۔

جہاں تک اعضاء کے خرید وفروخت کا مسئلہ ہے تو شوافع اور حنابلہ کے یہاں اعضاء کی خرید وفروخت دونوں کی گنجائش ہے اور احناف کے نزدیک بدرجہ مجبوری خرید سکتے ہیں فروخت نہیں کر سکتے۔

حبیب الرحمٰن جامعی (کویت)

وجود باری تعالیٰ کے دلائل

کائنات کا تنوع

اللہ کے وجود کی ایک عظیم نشانی کائنات کی تمام چیزوں میں تنوع کا پایا جانا ہے دنیا کی ہر چیز چاہے وہ حیوانات ہوں نباتات وجمادات ان میں سے ہر ایک اپنا ذاتی حسن لیے ہوئے ہے۔ نباتات ہی کو لیجئے! ایک ہی زمین ہے، ایک ہی آب وہوا، ایک ہی موسم لیکن مختلف رنگوں، مختلف ذائقوں اور مختلف شکلوں کی نباتات اُگ رہی ہیں۔ یہی حال حیوانات کا ہے ہر علاقے میں مختلف قسم کے حیوانات پائے جاتے ہیں، لیکن ہر حیوان کی شکل ایک دوسرے سے الگ ہوتی ہے یہاں تک کہ ایک ہی حیوان سے پیدا ہونے والے بچے سب الگ الگ رنگ وروپ اور شکل کے ہوتے ہیں۔

خود انسان کے وجود پر ہی نگاہ ڈال کر دیکھ لیجئے! دنیا میں ہزاروں سال سے انسان پیدا ہوتے آرہے ہیں جن کا مادۂ تخلیق ایک ہی قسم کا ہے، بناوٹ میں بھی ترتیب پائی جاتی ہے اسکے باوجود ہر انسان الگ الگ رنگ وروپ لے کر پیدا ہوتا ہے۔ آواز مختلف، بولیاں مختلف، زبانیں مختلف، گفتگو کا انداز مختلف۔

پوری دنیا کی خاک چھان ڈالیں لیکن ایک شکل وصورت کا انسان نہیں پاسکتے آج فنگر پرنٹ (finger print) انسان کی پہچان بنی ہوئی ہے۔ کیوں کہ پورے کائنات میں اس کے مشابہ کوئی انسان نہیں پایا جاتا۔ آج انسان بڑی سی بڑی فیکٹری کا مالک ہو پھر بھی اس کی مصنوعات کے ڈیزائن محدود تعداد میں ہوتے ہیں، اور بار بار انہیں ڈیزائن پر مصنوعات سانچے میں ڈھل کر تیار ہوتی ہیں...... ذرا سوچیں کہ آپ کے پاس جس نوعیت کا موبائل ہے اگر سروے کریں تو ہزاروں انسانوں کے پاس بالکل ویسا ہی موبائل پائیں گے۔ ایسی دو چیزوں کو نشان لگائے بغیر ایک ساتھ رکھ دیں تو ان میں پہچان کرنا مشکل ہے۔

لیکن قدرت کی فیکٹری کا کمال دیکھیے کہ اس کے سانچے میں ڈھلنے والی مصنوعات ایک دوسری سے بالکل الگ الگ ہیں۔ یہ اس ذات کے وجود کی نشانی نہیں تو اور کیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"اور اس کی نشانیوں میں آسمانوں اور زمین کی پیدائش اور زبانوں اور رنگوں کا اختلاف بھی ہے بے شک اس میں جاننے والوں کے لیے اللہ کے وجود کی نشانیاں ہیں" (الروم: ۲۲)

یعنی زبانوں اور رنگوں کا اختلاف یونہی نہیں بلکہ اس میں قدرت کے وجود کی نشانی ہے۔ فتبارک اللہ احسن الخالقین پس نہایت شان والا ہے وہ اللہ جو تمام صناعوں سے بڑھ کر صناع ہے۔

تربیت ونشوونما

کسی ماں سے پوچھئے جس کے پیٹ میں بچہ ہے کیا اس کی غذا اور زندگی کی نشونما کا انتظام خود وہ کررہی ہے یا کسی اور ذات کی یہ کارگری ہے......؟ پھر جب بچہ پیدا ہوتا ہے، تو پیدا ہونے سے پہلے ماں کے پستان میں اس کی غذا پیدا کردی گئی، ماں کے دل میں محبت ورحمت ڈال دی گئی، جس نے اسے اپنے سینے سے چمٹایا اور اس کی تربیت شروع کردی۔

انسان تو درکنار جانوروں کی زندگی میں بھی اسی تربیت کو وجود بخشا چنانچہ بچہ پیدا ہوتے ہی ماں کے پستانوں کو چوسنا شروع کردیتا ہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے ہر جانور کو اس کی ضرورت کے مطابق ہدایت فرمائی چیونٹی کو سونگھنے کی دوررس قوت بخشی تاکہ وہ دور دور جاکر اپنی غذا حاصل کرے۔ چیل اور عقاب کو تیز نگاہ عطا فرمائی تاکہ بلندی پر اڑتے ہوئے اپنا شکار دیکھ سکے۔ پھر شہد کی مکھیوں کو ایک خاص قسم کا گھر بنانے کی تربیت دی ایسا گھر کہ جسے دیکھ کر انسان عش عش کرنے لگتا ہے پھر اسے ہزاروں میل دور جاجا کر شہد تلاشنے کی قوت عطا فرمائی۔ سبحان اللہ یہ سب کس نے کیا؟

ہائے تعجب کیسے لوگ اللہ کی نافرمانی کرتے ہیں اور کیسے منکرین اس کا انکار کرتے ہیں! جبکہ ہر حرکت وسکون میں اللہ کی ہستی پر کوئی نہ کوئی دلیل موجود ہے، ہر چیز میں اللہ کے وجود پر نشانی ہے جو اس کے ایک ہونے کا پتہ دیتی ہے۔

"اے لوگو! اللہ نے جو نعمتیں دی ہیں انہیں یاد تو کرو---- کیا اللہ کے علاوہ کوئی اور پیدا کرنے والا بھی ہے جو تمہیں آسمان اور زمین سے رزق پہنچا رہا ہے؟ اس کے سوا کوئی معبود برحق نہیں۔ پس تم کہاں الٹے پھرے جاتے ہو؟"۔

۶۰۰ چینیوں کا قبول اسلام

جدہ ۔سعودی عرب کی حرم ریل پروجیکٹ کے لیے کام کرنے والے ۶۰۰ سے زائد چینی کارکنوں نے اسلام کی حقانیت اور لوگوں کے حسن سلوک سے متاثر ہو کر مکہ مکرمہ میں منعقد ایک تقریب کے دوران اسلام قبول کر لیا،

چینی ریل کمپنی کے یہ اہل کار مکہ مکرمہ کو جدہ کے راستے مدینہ منورہ سے جوڑنے والی ۴۵۰ کلو میٹر لمبی ریل پروجیکٹ پر کام کر رہے ہیں۔ ان کی کمپنی نے اربوں کی لاگت والی اس پروجیکٹ کا ٹھیکہ لیا ہے۔ان مزدوروں کے درمیان چینی زبان میں اسلام سے متعلق کتابیں تقسیم کی گئیں۔اس کے ۴۲ گھنٹے کے اندر ہی یہ قبول اسلام ہوا۔قابل ذکر بات یہ ہے کہ مکہ مکرمہ میں تارکین وطن کو رہنما ہدایات دینے اور ان کی دیکھ ریکھ کے لیے کام کرنے والے ادارہ کی کوششوں سے یہ کام ہوا ہے۔مزید پروجیکٹ میں کام کرنے والے ۵ پانچ ہزار چینی باشندوں کو اسلام کی تعلیمات سے واقف کرایا جا رہا ہے۔

سلطان برونائی مسلم دنیا کے سب سے طاقتور حکمرانوں میں شامل

برونائی ۔برونائی کے سلطان مسلم دنیا کی سب سے زیادہ پانچ سو باا ثر شخصیتوں میں سے اولین پچاس طاقتور افراد میں سے ایک ہیں۔ایران کے سپریم لیڈر آیت اللہ علی خامنہ ای کو مسلم دنیا کے اہم لیڈروں میں دوسرا مقام حاصل ہے۔۲۰۰ صفحات پر تیار کردہ کتاب کا عنوان ''دنیا میں ۵۰۰ باا ثر مسلمان'' ہے۔

۱۲۰۰ ضیوف خادم الحرمین میں صدر امریکا کی دادی بھی

مکہ مکرمہ ۔مختلف ممالک سے ۱۲۰۰ مشہور شخصیات اس سال خادم الحرمین شاہ عبداللہ کے مہمان کے طور پر حج ادا کئے ان مہمانوں کا تعلق مصر، آرمینیا، ہندوستان، کرغزستان، تاجکستان اور ترکی سے ہے۔ ان مہمانوں میں صدر امریکہ بارک حسین اوباما کی دادی ۸۷ سالہ سارہ اوباما نے بھی فریضہ حج ادا کیا، وہ اپنے بھتیجے اور امریکی صدر کے چچا زاد بھائی عمران کے ہمراہ تھیں۔بارک اوباما خود کو عیسائی مانتے ہیں، اور ان کی دادی کے بھی عیسائی ہونے کا دعوی کیا جا رہا تھا، لیکن انہوں نے حج کی سعادت حاصل کرتے ہوئے خود کو ایک مسلم ثابت کیا ہے۔واللہ اعلم۔

غزہ سرحد پر فولادی دیوار کی تعمیر

غزہ ۔مصر نے غزہ پٹی کے ساتھ اپنی سرحد پر فولادی دیوار کھڑی کرنا شروع کر دی ہے تاکہ اسمگلنگ کے واقعات کو روکا جا سکے۔ یہ دیوار مکمل ہونے پر ۱۰ سے ۱۱ کلو میٹر لمبی اور ۱۸ میٹر تک زیر زمین ہوگی۔اس دیوار کی تکمیل کے لیے مصر کی مدد امریکی فوجی انجینئر کر رہے ہے۔اس دیوار کی تکمیل ۱۸ ماہ میں ہوگی

تبلیغ اسلام کا انوکھا اور نرالا انداز

روم :اٹلی کی راجدھانی روم میں ایک تقریب میں شرکت کرنے والی تقریباً ۲۰۰ خواتین اس وقت حیرت زدہ رہ گئیں جب انہیں لذیذ کھانوں اور کاک ٹیل کی بجائے تبلیغ اسلام کی دعوت دی گئی۔ان خواتین سے دوران گفتگو لیبیائی صدر معمر قذافی نے اسلام قبول کرنے کی دعوت دی، قذافی نے ان خواتین کے سامنے کھل کر اسلام کے فضائل بیان کئے اور انہیں بتایا کہ اسلام کے بعض ناقدین کے دلائل کے برعکس

اسلام خواتین مخالف نہیں ہے۔ ایک سوال کے جواب میں قذافی نے کہا کہ خواتین کو وہی کام کرنا چاہئے جس کی اجازت ان کی جسمانی صلاحیت دے قذافی نے کہا کہ مغربی ممالک میں خواتین کا استعمال خوبصورت سامان کی طرح کیا جاتا ہے۔جس کا جب دل چاہا بدل دیا اور یہ خواتین کے ساتھ ناانصافی ہے۔ پروگرام کے اختتام پر شرکا کو ۵۰ یورو کے علاوہ قرآن کے نسخے تحفے کے طور پر پیش کیے گئے تھے۔

شہید حجاب مروا کو انصاف ملا

برلن ۔جرمنی کی ایک عدالت نے ۳۱ سالہ مصری خاتون مروی شربینی کو خنجر کے ۱۸ وار کر کے جاں بحق کرنے کے جرم میں ایک جرمن شہری کو عمر قید کی سزا سنائی ہے۔ روسی نژاد جرمن شہری ایکسل ڈبلیو نے یکم جولائی کو مروی شربینی کو عدالت کے کمرے میں خنجر سے وار کر کے جاں بحق اور اس کے شوہر کو شدید زخمی کر دیا تھا۔اس خاتون نے حجاب اوڑھنے پر نسلی امتیاز کا نشانہ بنائے جانے کے خلاف عدالت میں درخواست دی تھی اور اس سلسلے میں عدالت میں بیان دینے آئی تھی۔ ڈریسڈن کی عدالت نے ایکسل کو عمر قید کی سزا سنائی ہے۔ ویز عدالت کے اس فیصلے پر جرم کی سنگین نوعیت کے سبب مجرم اپیل نہیں کر سکے گا۔ اور نہ ہی فوری رہائی مل سکے گی۔مصر نے جرمن عدالت کے فیصلے کا خیر مقدم کیا ہے۔مصری خاتون کی شہادت پر دنیا بھر میں شدید احتجاج کیا گیا تھا۔

نئے میناروں کی تعمیرات پر پابندی

جنیوا۔ سوئزر لینڈ میں نئی مسجدوں کے میناروں کی تعمیر پر پابندی افسوس ناک ہے اور اس سے بھی زیادہ افسوس اس بات کا ہے کہ سوئزر لینڈ کی عوام کی اکثریت کا ہے جس نے ایک ریفرنڈم کے ذریعہ اس کا مطالبہ کیا ہے۔ریفرنڈم میں ووٹ دینے والوں میں سے ۵۷،۵ فیصد ووٹروں اور ۲۶ میں سے ۲۲ اضلاع نے میناروں پر پابندی کے حق میں ووٹ دیا ہے۔

اس فیصلے سے عالم اسلام میں ناراضگی کی لہر دوڑ گئی ہے۔مصر کے مفتی شیخ علی جمعہ نے سوئزر لینڈ میں نئے میناروں پر پابندی کے لیے ریفرنڈم کی مذمت کی ہے اور سے دنیا بھر کے مسلمانوں کی اہانت قرار دیا ہے۔اور لوگوں سے اپیل کی ہے کہ وہ اس اقدام سے مشتعل نہ ہوں۔مزید شیخ نے سوئزر لینڈ کی چار لاکھ کثیر مسلم آبادی کی حوصلہ افزائی کی' جنہوں نے اس پابندی کا مقابلہ کرنے کے لیے مذاکرات اور قانونی طریقہ اختیار کیا ہے۔

سوئزر لینڈ میں چار لاکھ مسلمان ہیں جبکہ میناروں کی تعداد صرف چار ہے۔سوئزر لینڈ میں عیسائیت کے بعد اسلام سب سے زیادہ تیزی سے پھیلنے والا مذہب ہے۔

براعظم یورپ میں اس وقت تین کروڑ ۳۸ لاکھ مسلمانوں کا مسکن ہے،ان ممالک میں بات ڈریس اور اسکارف سے شروع ہو کر اب میناروں تک پہونچی ہے۔ آئندہ دیکھئے بات کہاں تک پہونچتی ہے۔ ع آگے آگے دیکھئے ہوتا ہے کیا

خادم الحرمین کو شاہ خالد ایوارڈ

ریاض ۔خادم الحرمین شاہ عبداللہ بن عبدالعزیز کو شاہ خالد ایوارڈ ایوارڈ برائے قومی کارنامہ جات سے ۱۹ دسمبر کو نوازا گیا۔ ''شاہ خالد ایوارڈ'' ان کے نام پر قائم کردہ فاؤنڈیشن کی جانب سے دیا جاتا ہے۔شاہ عبداللہ کو یہ ایوارڈ ان کی خدمات خاص کر تعلیم کے شعبہ میں ان کی بے شمار کاوشوں کے لیے دیا گیا۔

لاکھوں افراد کی زندگی میں اسلام کا کلیدی رول : امریکی قونصل

جدہ ۔مسلم دنیا میں اپنی زندگی کا نصف سے زائد حصہ گزارنے والے امریکی قونصل جنرل مارٹن کوئن نے دنیا کی ایک بلین سے زائد آبادی کے لیے اسلام کی اہمیت کو تسلیم کر لیا ہے۔ وہ پہلی مرتبہ ۳۵ سال قبل مشرق وسطی کو آئے اور کئی مسلم ممالک میں رہ چکے ہیں۔کوئن نے کہا: اسلام عوام کی زندگیوں میں جو کلیدی رول ادا کرتا ہے میں اس کی ستائش کرتا ہوں۔جب آپ قاہرہ کے وسط میں مقیم ہوں تو ہزاروں مساجد سے نماز کے لیے اذانیں سنیں گے اور عوام اس کا جواب دیں گے۔ یہ وہ چیز ہے جس سے اسلام کی اہمیت اجاگر ہوتی ہے۔کوئن نے مسلمانوں اور اسلام کی جس انداز سے ستائش کی ہے اس کی بازگشت جون میں صدر اوباما کی اس تقریر میں سنی گئی تھی جو قاہرہ میں کی گئی تھی۔

بلی والا

ان کا نام تو عبد شمس تھا مگر جب انہوں نے اسلام کی آغوش میں پناہ لینے کا فیصلہ کیا تو پیارے نبی ﷺ نے انہیں عبدالرحمان کا نام دیا۔ انہیں جانوروں سے بڑا پیار تھا...... ان کی اپنی ایک بلی بھی تھی، اس کی دیکھ ریکھ میں کوئی کسر نہ چھوڑتے، اسے کھلاتے پلاتے، اس کے ساتھ ہنستے کھیلتے اور بہت پیار کرتے، وہ جہاں بھی جاتے ان کی بلی بھی ان کے ساتھ ہو جاتی تھی...... اسے دیکھ کر آپ ﷺ نے اُن کا نام ہی ابو ہریرہ (بلی والا) رکھ دیا۔

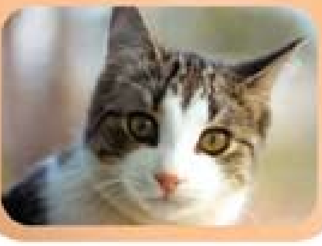

ننھا چرواہا، ننھا عالم

وہ ننھا سا لڑکا...... نام اس کا عبداللہ تھا...... مکہ کی وادیوں میں عقبہ بن ابی معیط کی بکریاں چرایا کرتا تھا...... اس کے ہاں غلام جو تھا......
ایک دن کی بات ہے، پیارے نبی ﷺ اپنے پیارے دوست ابوبکر کے ساتھ جا رہے تھے تو راستہ میں اس ننھے چرواہے کا سامنا ہوا۔
آپ نے اس سے پوچھا: "اولڑکے! کیا کچھ دودھ ملے گا؟" اس نے کہا: ہاں! دودھ تو ہے مگر یہ میرے ہاتھ میں امانت ہے۔
اللہ کے پیغمبر ﷺ نے پوچھا: کیا تمہارے پاس ایسی بکری ہے جسے گابھن نہ کیا گیا ہو؟"
عبداللہ نے ہاں میں سر ہلایا اور دودھ سے خالی تھن والی بکری آپ کے سپرد کی، پیارے رسول ﷺ نے اپنا دست مبارک اس کی خالی پستانوں پر پھیرا...... آپ کے ہونٹ جنبش کر رہے تھے...... شاید آپ کچھ پڑھ رہے تھے اللہ کا کرنا ایسا ہوا کہ اس سے دودھ چھلک پڑا آپ نے اُسے دوہا اور ایک برتن میں جمع کیا۔ پھر آپ نے خود پیا، ساتھی ابوبکر کو بھی پلایا۔ پھر بکری کے تھن پر ہاتھ رکھ کر کہا کہ اب تھم جاؤ...... دودھ رک گیا اور پہلے کی طرح تھن سوکھ گیا...... عبداللہ حیران تھا...... پھٹی پھٹی نگاہوں سے سارا واقعہ دیکھتا رہا، پھر گویا ہوا: ابھی جو آپ پڑھ رہے تھے مجھے بھی سکھا دیجئے نا...... آپ کو اس پر بڑا پیار آیا، اس کا سر سہلایا، سینہ پر ہاتھ رکھا، پھر فرمایا: "تو تو ننھا عالم ہے...... پھر آپ انہیں وہیں چھوڑ کر آگے بڑھ گئے
آج اس کی عجیب حالت ہو رہی تھی...... کام جلدی ختم کیا، بکریاں اپنے آقا کو پہنچا دیں...... اور اس آدمی کی جستجو میں چلتا ہوا مکہ پہنچا...... آخر اس نے آپ کو پا ہی لیا، تب پتہ چلا کہ آپ خدا کے پیغمبر ہیں۔ اور دین حق لے کر آئے ہیں
تو اس نے بھی اسلام قبول کر لیا...... یہ ننھا چرواہا وہی عبداللہ ہیں جو بعد میں جلیل القدر صحابی "عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ" کے نام سے مشہور ہوئے۔
آپ ﷺ فرمایا کرتے تھے: اگر کوئی قرآن مجید کو ٹھیک اسی ڈھنگ پر پڑھنا چاہتا ہے جیسے اس کا نزول ہوا تو وہ ابن ام عبد (عبداللہ بن مسعود) کی طرح پڑھے......

ناکامیوں میں ایک لیڈر

ڈاکٹر اے پی جے عبدالکلام ہندوستان کے سابق صدر رہ چکے ہیں، "فیلے ڈیلفی" میں ایک پروگرام میں مدعو تھے۔ حاضرین میں سے ایک نے اُن سے پوچھا:
محترم! کیا آپ اپنی زندگی کا کوئی ایسا تجربہ بتا سکتے ہیں جس سے پتہ چلتا ہو کہ ایک لیڈر کو ناکامیوں میں کونسا رویہ اختیار کرنا چاہیے؟"
ڈاکٹر صاحب اپنی آپ بیتی سنانے لگے......
"۱۹۷۳ء کی بات ہے، میں اس وقت ہندوستان کے ذیلی سیارچہ (Satellite) خلا میں بھیجنے کی کاروائیوں کا ڈائرکٹر تھا۔ سہل زبان میں اُسے "ایس، ایل، وی ۳" کہا جاتا تھا۔
1980 میں "روہنی" (بھارتی سیارچہ) کو خلا میں بھیجنا ہمارا ہدف تھا، اس کے لیے درکار مالی اور انسانی مواد بھی مجھے فراہم کیا گیا تھا۔
ہمیں واضح طور پر بتایا گیا تھا کہ 1980 میں سیارچہ خلا میں پہنچا دی جائے، مطلوبہ ہدف کو پانے کے لیے ہماری ایک ہزار افراد کی ٹیم دن رات ایک کر رہی تھی، یہ اعلی درجہ کے سائنسدانوں اور انجینئروں کی ٹیم تھی۔
اگست 1979 تک مجھے لگا کہ ہم پوری طرح تیار ہو چکے ہیں، ایک پروجیکٹ ڈائرکٹر کی حیثیت سے میں سیارچہ کو اڑانے کے حتمی فیصلہ کے ساتھ اڑان گھر پہنچا۔ اڑان سے چار منٹ پہلے کمپیوٹر نے ساری ضروری معلومات کا جائزہ لیا مگر صرف ایک منٹ پہلے وہی کمپیوٹر "تکنیکی خرابی کے سبب اڑان روک دی گئی" کی خبر دے رہا تھا۔
میرے ہمراہ چار پانچ ماہرین بھی تھے، سب نے تسلی دی کہ "آپ کوئی فکر نہ کریں"۔ خامیوں کے ازالے سے جب میں مطمئن ہو چکا تو خلابازی کے لیے میں نے بٹن دبا دیا......
ابتدائی مرحلہ میں تو سب درست ہی چل رہا تھا مگر بعد کے مرحلہ میں سارا انتظام چوپٹ ہو چکا تھا۔ سیارچہ خلا میں پرواز کرنے کے بجائے خلیج بنگال میں زمین بوس ہو چکی تھی۔
خلائی تحقیقاتی کمیشن کے اس وقت کے سربراہ پروفیسر ستیش دھاون (Pr. Sateesh Dhavan) تھے۔ اڑان کا وقت صبح سات بجے تھا اور 7:45 پر انہوں نے ایک پریس کانفرنس طلب کی، عالمی میڈیا کے سارے اہلکار جمع تھے، پروفیسر دھاون نے سب کے روبرو ناکامی کی پوری ذمہ داری اپنے سر لی اور میڈیا کو بیان دیا کہ ہماری ٹیم نے تو پوری محنت کی تھی۔ مگر اس مہم کے لیے مزید تکنیکی مدد درکار تھی...... ہم بھروسہ دیتے ہیں کہ اگلے سال ہم اس میں کامیاب ضرور ہوں گے۔
مگر یہ ذاتی طور پر میری اپنی ناکامی تھی کیوں کہ اس پروجیکٹ کا مینیجنگ ڈائرکٹر میں ہی تھا مگر میرے رہبر نے اس خطا کو اپنے سر لے کر مجھے شرمندہ ہونے سے بچا لیا تھا۔

اگلے سال جولائی 1980 میں سیارچہ کو خلا میں بھیجنے کے لیے ہم نے دوبارہ کوشش کی اور اس میں کامیاب بھی ہو چکے تھے۔ پروفیسر دھاون نے مجھے اپنے پہلو میں بٹھا کر کہا کہ "اس بار پریس کانفرنس تمہیں خود چلانی ہے"
"جب ناکامی ہوئی تھی تو میرے رہبر نے اس کی ذمہ داری خود اپنے سر لی تھی مگر کامیابی کا سہرا انہوں نے ٹیم کے سر باندھا تھا......"
یہ میرا ناقابل فراموش سبق تھا جو اس دن زندگی نے مجھے دیا تھا۔

IPC کے شب و روز

نومسلم بھائیوں کے حج کا پندرھواں قافلہ بسلامت پہنچ گیا

حسب سابق امسال 50 نومسلم بھائیوں پر مشتمل IPC کا 15 واں قافلہ حج تجربہ کار دعاۃ اور ذمہ داروں کی زیر نگرانی فریضۂ حج کی ادائیگی کے بعد بسلامت کویت پہنچ گیا۔ ۱۵ روزہ یہ سفر حج مختلف ایمانی، تربیتی اور ثقافتی پروگراموں پر مشتمل رہا۔

نومسلم برادران کے لیے تفریحی پروگرام

حسب سابق امسال عید الاضحیٰ کی مناسبت سے IPC میں ہر زبان کے نومسلم بھائیوں کے لیے تفریحی پروگرام کا اہتمام کیا گیا جس کا مقصد نومسلم بھائیوں کو عید الاضحیٰ کے پیغام سے آگاہ کرنا اور عید کی خوشی میں انہیں شریک کرنا تھا۔

دینی سرگرمیاں

مدرسہ تعلیم القرآن۔ خیطان کا افتتاحی پروگرام

مدرسہ تعلیم القرآن جو لجنۃ التعریف بالاسلام۔ خیطان کی عمارت مقابل یونیکام (unikom) خیطان میں واقع ہے۔ اور جہاں بڑوں کی تعلیم کا اہتمام کیا جاتا ہے۔ اس کے نئے تعلیمی سال (۲۰۰۹ء۔۲۰۱۰ء) کا افتتاحی پروگرام بروز منگل مورخہ ۲۰ اکتوبر ۲۰۰۹ کو منعقد کیا گیا۔ صدر جلسہ مدیر شاخ خیطان لجنۃ التعریف بالاسلام جناب سعود العصیمی تھے۔ مدرسے کا ہال طالبعلموں سے بھرا ہوا تھا اور اسٹیج پر جناب سعود العصیمی کے ساتھ اساتذہ تشریف فرما تھے۔ بزم کا آغاز قاری ابوالکلام آزاد کی تلاوت سے ہوا۔ اس کے بعد دو قدیم طالبعلموں نے اپنے تاثرات پیش کیے کہ انہوں نے یہاں آکر کیا سیکھا اور کس طرح ان کی زندگیوں میں تبدیلی آئی۔ پھر جناب سعود العصیمی نے خطاب کرتے ہوئے مختصر اور مدلل انداز میں تعلیم قرآن کی اہمیت واضح کی اور نئے طالبعلموں کو خوش آمدید کہتے ہوئے انہیں خوش قسمت قرار دیا کہ وہ قرآن وحدیث اور احکام دین سیکھنے کے لیے یہاں آئے ہیں۔ آپ نے مزید کہا کہ یہ عمل کی دنیا ہے اور عمل علم کے بغیر ممکن نہیں۔ اس لیے ضروری ہے کہ علم دین سیکھا جائے۔ اور نیکیوں اور کار خیر میں ایک دوسرے پر سبقت حاصل کی جائے۔ کویت اس لحاظ سے ایک نعمت ہے۔ یہاں اس طرح کے مواقع دستیاب ہیں جن سے استفادہ کیا جائے۔ انہوں نے اپنی گفتگو کا اختتام اس دعا پر کیا کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اخلاص کی دولت سے مالا مال کرے اور ہم جو علم حاصل کریں اس پر عمل کی توفیق دے۔

پھر مولانا محمد کمال صاحب نے اپنے خطاب میں طالب علموں کو یاد دلایا کہ "اللہ تعالیٰ نے آپ لوگوں کو اپنی کتاب کا علم سیکھنے کے لیے منتخب کیا ہے۔ لہٰذا اللہ کے اس انتخاب کی قدر کرتے ہوئے شوق ولگن سے حاضر ہوں، غیر حاضری اور تاخیر سے گریز کریں"۔ واضح ہو کہ مدرسہ ہٰذا میں تین دن تدریس ہوتی ہے۔ (اتوار۔ منگل۔ بدھ) اور تدریس کا وقت رات ۸ بجے سے ۹ بجے تک ہے۔ اس میں تجوید قرآن۔ تفسیر قرآن۔ احکام قرآن کے ساتھ ناظرہ قرآن کا بھی اہتمام ہے۔ پروگرام کا اختتام مولانا حفیظ الرحمن کی دعا سے ہوا۔ حاضرین کے لیے عشائیہ کا انتظام تھا۔ تمام اردو جاننے والوں سے استدعا ہے کہ اس نادر موقع سے فائدہ اٹھائیں۔

IPC خیطان میں مدرسہ تعلیم القرآن کا جلسہ تقسیم انعامات

مدرسہ تعلیم القرآن کے زیر اہتمام IPC خیطان میں زیر تعلیم طلبہ کا سالانہ سیشن مکمل ہونے پر ایک تقریب منعقد کی گئی۔ جس میں سالانہ امتحان میں کامیاب ہونے والے طلبہ کی تکریم اعزاز اور حوصلہ افزائی کے لیے انہیں انعامات دیے گئے۔ جلسہ کی صدارت اسلامک ایجوکیشن کمیٹی کویت کے نائب صدر اور مدرسہ میں تفسیر کے استاد مولانا محمد کمال نے کی۔ جبکہ تقریب کے مہمان خصوصی خیطان شاخ کے مسئول جناب ابوخالد تھے۔ تقریب کا آغاز استاد قاری ابوالکلام آزاد کی تلاوت قرآن مجید سے ہوا۔ پرنسپل مدرسہ محمد اطہر مخدوم نے تقریب میں شامل حاضرین کو خوش آمدید کہا۔ انہوں نے کہا ہم وہ خوش نصیب لوگ ہیں جو صرف اور صرف اللہ کی رضا کی خاطر یہاں اکٹھا ہوئے ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے ایسے ہی لوگوں کو بہترین کہا ہے جو قرآن سیکھتے اور سکھاتے ہیں۔ نتائج کے مطابق عابد علی نے تیسری پوزیشن حاصل کی جبکہ ندیم قادری دوسرے نمبر پر رہے۔ پچھلے سیشن کی طرح اول انعام اس دفعہ بھی سید سلمان شاہ نے حاصل کیا۔ مولانا محمد کمال نے اپنے صدارتی خطبہ میں کہا کہ "ہم یہاں اپنی معاشی سرگرمیوں کے ساتھ ساتھ فارغ وقت میں قرآن مجید کو ناظرہ، تجوید، ترجمہ اور تفسیر کے ساتھ سیکھتے ہیں۔ یہ فراغت کا صحیح استعمال ہے۔ دین کا فہم عملی زندگی کے لیے بہت ضروری ہے۔ جو یہاں پیدا کیا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں یہاں امن وسکون دیا ہے۔ کل وہ ہم سے سوال کرے گا کہ وقت کو کہاں استعمال کیا۔ قرآن ایک خزانہ ہے۔ اس کے ایک ایک حرف پر دس نیکیاں ملتی ہیں۔ قیامت کے دن قرآن پڑھنے والوں، سیکھنے والوں اور اس پر عمل کرنے والوں کے حق میں قرآن سفارش کرے گا۔ ہمیں اس عظیم سرمایہ کی قدر کرنی چاہیے اور اس کا حق ادا کرنا چاہیے"۔ پروگرام میں اردو بولنے والے حضرات کی ایک اچھی تعداد نے شرکت کی۔

حسد کا انجام

پیارے بچو! لفظ "حسد" کو شاید آپ نے سنا ہوگا؟ اس کا مطلب ہوتا ہے کہ کسی کی نعمت یا خوبی کو دیکھ کر جلنا اور کوشش کرنا کہ وہ نعمت یا خوبی اس سے چھن جائے۔ اگر کسی کی خوبی کو دیکھ کر ویسی ہی خوبی اپنے اندر بھی پیدا کرنے کی کوشش کریں تو اس کا نام ہے "رشک" جو ہر انسان سے مطلوب ہے۔ جبکہ حسد ایک مذموم خصلت ہے اور بُرے بچوں کی پہچان ہے۔ آیئے! آج ہم آپ کو حسد سے متعلق ایک قصہ سناتے ہیں:

ایک آدمی تھا جسے کسی بادشاہ کی بہت قربت حاصل تھی، وہ بادشاہ کے سامنے کھڑا ہو کر کہا کرتا: "نیک لوگوں کے ساتھ نیکی کرو اور محسن کے احسان کا بدلہ دو، کیوں کہ بُرائی کرنے والے کی بُرائی تجھے کوئی نقصان نہ پہنچائے گی" اس بنیاد پر بادشاہ اس کی بہت قدر کرتا تھا۔ اس کی عزت وعظمت کو دیکھ کر ایک حاسد کو حسد ہو گیا وہ بادشاہ کے پاس آیا اور اس شخص کے متعلق شکایت کرنے لگا کہ بادشاہ سلامت! جس کی آپ عزت کرتے ہیں...... وہی آپ کو گندہ دہن بتاتا ہے اور کہتا ہے کہ آپ کے منہ سے بدبو آتی ہے، اگر یقین نہ ہو تو تجربہ کر کے دیکھ لیجیے کل جب آپ کے پاس آئے تو اپنے قریب بلایئے، وہ آپ کے پاس آتے ہی اپنا منھ بند کرے گا۔ بادشاہ نے کہا: ٹھیک ہے کل تجربہ اور امتحان ہو جائے گا۔ پھر حاسد نیک آدمی کے پاس آیا اُسے پیار ومحبت سے دعوت دی اور کھانے میں خوب لہسن کھلایا۔ کھانے سے فارغ ہونے کے بعد بادشاہ کے دربار میں گیا۔ جب بادشاہ نے اپنے دربار میں اُسے بلایا تو ڈر سے اپنے منھ پر ہاتھ رکھ لیا کہ میرے منھ کی بو سے بادشاہ کو تکلیف نہ ہو۔

بادشاہ نے سمجھا کہ واقعی یہ مجھ کو گندہ دہن سمجھتا ہے۔ بڑے ہی غصہ میں اندر جا کر ایک خاص گورنر کو ایک رقعہ لکھا کہ حامل رقعہ جب تمہارے پاس پہونچے تو فوراً قتل کر کے اس کے چمڑے میں بُھس بھروا کر ہمارے پاس بھیج دو اور نیک آدمی کو حکم دیا کہ فلاں حاکم کے پاس یہ خط لے کر جاؤ۔ نیک آدمی خط لے کر روانہ ہوا تو حاسد راستہ میں ملا۔ اس نے سوچا کہ بادشاہ نے ضرور اس کو کوئی بخشش عنایت کیا ہوگا۔ یہ سوچ کر اس نے کہا کہ لایئے یہ خط میں پہونچا دیتا ہوں...... آپ تکلیف نہ کریں۔ نیک آدمی نے وہ خط حاسد کے حوالے کر دیا۔ وہ خط لے کر گورنر کے پاس پہونچا۔ گورنر نے خط دیکھ کر اس کے قتل کی سزا سنائی، وہ بہت گھبرایا، اور بہت کچھ کہا سنا کہ دوسرے کا خط ہے جسے میں لے کر آیا ہوں۔ لیکن گورنر نے ایک نہ سنی، اس نے اُسے قتل کرا کے بُھس بھروا دیا، پھر بادشاہ کے پاس واپس پہنچا دیا۔

ادھر وہ نیک آدمی بادشاہ کے پاس حاضر ہوا تو بادشاہ کو بڑا تعجب ہوا۔ اس کے بعد اس آدمی کا بُھس بھرا ہوا چمڑا آ گیا تو بادشاہ نے پوچھا کہ ماجرا کیا ہے؟ چنانچہ اس نے سارا واقعہ دہرایا، جس سے بادشاہ کو اندازہ ہو گیا کہ یہ حاسد تھا اور اپنے حسد کی وجہ سے اپنے بُرے انجام تک پہنچا۔

بادشاہ نے کہا کہ سچ ہے بُرا کرنے والے کو اس کی بُرائی تمہاری طرف سے کافی ہوگی (احیاء علوم الدین ۱۱۲/۳)

بچو! دیکھا کہ حسد کرنے والے کا انجام کتنا بُرا ہوا، اور جس کے لیے گڈھا کھودا تھا اُسی میں گر گیا، اس لیے آپ عہد کیجیے کہ کسی سے حسد نہ کریں گے۔

ایک پہاڑ اور گلہری

کوئی پہاڑ یہ کہتا تھا اک گلہری سے
تجھے ہو شرم، تو پانی میں جا کے ڈوب مرے
ذرا سی چیز ہے، اس پر غرور! کیا کہنا!
یہ عقل اور یہ سمجھ، یہ شعور! کیا کہنا
خدا کی شان ہے ناچیز چیز بن بیٹھیں!
جو بے شعور ہوں یوں باتمیز بن بیٹھیں!
تری بساط ہے کیا میری شان کے آگے؟
زمیں ہے پست مری آن بان کے آگے
جو بات مجھ میں ہے تجھ کو وہ ہے نصیب کہاں
بھلا پہاڑ کہاں، جانور غریب کہاں!
کہا یہ سن کے گلہری نے، منہ سنبھال ذرا
یہ کچی باتیں ہیں دل سے انھیں نکال ذرا!
جو میں بڑی نہیں تری طرح تو کیا پروا!
نہیں ہے تو بھی تو آخر مری طرح چھوٹا
ہر ایک چیز سے پیدا خدا کی قدرت ہے
کوئی بڑا، کوئی چھوٹا، یہ اس کی حکمت ہے
بڑا جہان میں تجھ کو بنا دیا اس نے
مجھے درخت پہ چڑھنا سکھا دیا اس نے
قدم اٹھانے کی طاقت نہیں ذرا تجھ میں
نری بڑائی ہے! خوبی ہے اور کیا تجھ میں
جو تُو بڑا ہے تو مجھ سا ہنر دکھا مجھ کو
یہ چھالیا ہی ذرا توڑ کر دکھا مجھ کو
نہیں ہے چیز نکمی کوئی زمانے میں
کوئی برا نہیں قدرت کے کارخانے میں

علامہ اقبال

☆ ۱۵ سالہ **مہا** صاحبزادی جناب عبداللہ عباسی صدر انجمن فروغ اردو ادب نے اپنی شاعری کا آغاز اس مشاعرے سے کچھ یوں کیا اور بے انتہا داد و تحسین حاصل کی

بابا نے مجھ کو شاپنگ کرائی — پنک، کرتی، میکی دلائی
امی نے مجھ کو جوہری دلائی — میں نے بہن کر عید منائی
عید میں ہم نے مہندی لگائی — خوب رچی کیونکہ عید ہے آئی
احمد کو بھی ہم نے شاپنگ کرائی — جو کہ اس کو پسند نہ آئی
میں ہوں، بہن اور وہ میرا بھائی — خوشیاں لے کر عید ہے آئی

☆ **تاجور سلطانہ**

گذر جو رہی ہے خوشی بھی نہیں ہے
اٹکی مگر یہ گھڑی بھی نہیں ہے
کہاں سے میں لاؤں وہ رشتوں میں گرمی
کسی سے میری دشمنی بھی نہیں ہے

☆ **شاہین رضوی**: ماں

اپنی امی کی گود میں سر رکھتے ہی
ان کی خوشبو محبت، دعاؤں کی تاثیر سے
لطف و فرحت کے ابواب کھلتے گئے
لمحہ بھر کے لیے مجھ کو ایسا لگا
میں بھی بر گر کی ٹھنڈی، گھنی چھاؤں میں آ گئی

☆ **کاشف کمالؔ**

جب میں دن بھر کے حوادث سے گذرتا جاتا ہوں
شام بستر پہ یوں گرتا ہوں کہ جیسے مر جاتا ہوں

☆ **شمیم مظفرؔ**

وہ ایک اسمارٹ بم تھا مندوب ملک کا پھینکا ہوا
بلندی سے گرا تھا نشانے پر لگا اور ایک دنیا اندھیری کر گیا

☆ **یاسمین مظفرؔ**

بعد مدت کے جو دیکھا تو یہ احساس دیا
وہ دور نظروں سے بھی ہو کر آس پاس رہا
مجھے گمان کہ میں ہی عذاب ہجر میں ہوں
یہ واقعہ ہے کہ وہ بھی بہت اداس رہا

☆ **افروز عالم**: (ترنم کے ساتھ)

اپنا سایہ ہی دشمن ہے کیا کیا جائے
یہی تو ذہن کی الجھن ہے کیا کیا جائے

☆ **شاہجہاں جعفری حجابؔ**

اُس کے غصے میں لگاوٹ بھی تکرار کے ساتھ
اور مجھ سے لڑتا بھی ہے اگر تو بہت پیار کے ساتھ
اور دل ہے عاشق کا، جگر اس کا مجاہد جیسا
اور ہاتھ میں پھول بھی رکھتا ہے تلوار کے ساتھ

☆ **مسرت جبیں زیباؔ**

خواب کا عالم اب تعبیر جیسا ہو گیا
آدمی بکھرا گیا تصویر جیسا ہو گیا
کیا سمجھ آئے گی ناخواندہ عوام الناس کو
کام جب تخریب کا تعمیر جیسا ہو گیا

☆ **صفدر علی صفدرؔ**

جو درد کی دعا بنے جو زخم کی شفا بنے
وہ لوگ اس جہاں میں خال خال ملتے ہیں

☆ **حنیف کاتبؔ**

ہم بنجارے گیت کی لے پر
بہتے بہتے تھک جاتے ہیں
ہم پردیسی چاند کو تکتے تکتے سو جاتے ہیں
صبح چلے تو شبنم شبنم بھیگتے جائیں
شام چلے تو تارا تارا جگ جاتے ہیں

☆ **ظہیرؔ مشتاق**

میں نے تنہائی میں اکثر تیری باتیں لکھی ہیں
شہر نور کی مخمل صبح، صندل شامیں لکھی ہیں
اپنے شہر کو رنگ کو ترسیں صدیوں پیاسی آنکھوں میں
اب کے سال کی ساون رت کے کوری سطریں لکھی ہیں

☆ **اسلم عمادی**

یہ صبح و شام کا قصہ کبھی تمام نہ ہو
خدا کرے یہ دنیا کبھی تمام نہ ہو
نگاہیں دیکھتی جائیں بدلتے چہروں کو
ازل ابد کا تماشا کبھی تمام نہ ہو

واضح ہو کہ یہ مشاعرہ انجمن فروغ اردو زبان کے زیر اہتمام ''عالمی مشاعرہ'' کا حسب اعلان ۱۹ اکتوبر ۲۰۰۹ کو منعقد نہ ہونے کے پس منظر میں ہنگامی طور پر عمل میں آیا جس کا اعلان انجمن فروغ اردو ادب کے صدر عبداللہ عباسی نے انجمن کے پہلے مشاعرہ منعقدہ کویت ''کونٹی نینٹل ہوٹل'' میں کیا تھا۔

ایک شام ادب

انجمن

فروغ اردو ادب کے زیر اہتمام ۱۳نومبر ۲۰۰۹ء کی شام ہوٹل سویز پلازا کے شاندار ہال میں ایک شام ادب منعقد کیا گیا جس میں معززین کویت اور مقامی ادبا، وشعرا کے ساتھ پاکستان کے عالمی شہرت یافتہ شاعر اور کراچی یونیورسٹی کے وائس چانسلر ڈاکٹر پیرزادہ قاسم رضا صدیقی نے شرکت فرمائی۔

مشاعرے کی صدارت کے فرائض شیخ الجامعہ کراچی یونیورسٹی ڈاکٹر پیرزادہ قاسم رضا صدیقی نے انجام دی، کویت میں پاکستان کے سفیر افتخار عزیز مہمان خصوصی تھے، نظامت کی ذمہ داری جناب فخر عالم نے بخوبی نبھائی، اور اپنے مخصوص انداز میں شعراء کو دعوت سخن دیتے رہے، دوران نظامت بہترین لطیفوں اور خوبصورت اشعار سے بھی نوازتے رہے، گفتگو کے دوران یہ انکشاف بھی کیا گیا کہ وہ ڈاکٹر پیرزادہ کے ہم جماعت اور بچپن کے دوست ہیں۔

مشاعرے کا آغاز حسب دستور تلاوت کلام پاک سے ہوا جسکی سعادت جناب مرغوب جمیل کو ملی، اس کے بعد انجمن فروغ اردو ادب کے صدر اور ریڈیو کویت کے نیوز ریڈر جناب عبداللہ عباسی کو افتتاحی کلمات کے لیے دعوت دی گئی چنانچہ انہوں نے افتتاحی کلمات کے ساتھ ''دعوت'' کے عنوان سے ایک نظم بھی پیش کی ۔

فروغ اردو ادب کی خاطر یہ کام کرنا ہے ہم کو آخر
ہمارا مقصد ہے بھائی چارہ ادب، محبت، خلوص لے کر
سفر پہ یارو نکل چکے ہیں اگر مناسب ہو تم بھی آؤ
قدم سے آکر قدم ملاؤ
چلیں گے ہم تم جو ساتھ دونوں بدل کر رکھ دیں گے یہ زمانہ
ہمارے ہاتھوں میں ہے وہ پرچم کہ جس پہ اردو لکھا ہوا ہے
یہی تو ہے وہ زبان صاحب کہ جس پہ خوشبو لکھا ہوا ہے
اگر مناسب ہو تم بھی آؤ قدم سے آکر قدم ملاؤ
فروغ اردو ادب کی خاطر

اس کے بعد مشاعرے کا باضابطہ آغاز ہوا اور سب سے پہلے انجمن فروغ اردو ادب کے ایک ادنی سے سپاہی اور میزبان شاعر ڈاکٹر عامر قدوائی کو دعوت سخن دی گئی، جنھوں نے سامعین سے بھرپور داد وتحسین حاصل کی ۔ ان کا ایک شعر بطور نمونہ پیش خدمت ہے:

میں آنسو ہوں اندھیرا ہوں سیہ خانے میں رہتا ہوں
وہ تارا ہے وہ سورج ہے اجالے بانٹتا ہوگا

اس کے بعد مشاعرے میں شریک باقی شعراء کو بھی دعوت سخن دی گئی اور سب نے اپنا اپنا کلام اپنے مخصوص انداز میں سنایا، مشاعرے کے آخر میں محترم القام پیرزادہ قاسم رضا صدیقی وائس چانسلر کراچی یونیورسٹی پاکستان کو بطور خاص دعوت سخن دی گئی ۔ موصوف نے اپنا کلام پیش کرنے سے پہلے کویت کے ادبی ماحول پر گفتگو کی، انجمن فروغ اردو ادب کی کارکردگی پر خوشی کا اظہار کیا، اور تمام کارکنان اردو ادب کی ستائش کرنے کے بعد اپنا کلام سنایا جس سے سامعین بیحد محظوظ ہوئے اور موصوف کو خوب خوب داد وتحسین سے نوازا۔

اس کے بعد مہمان خصوصی جناب افتخار عزیز' سفیر پاکستان نے اپنے قیمتی تاثرات سے نوازا، ایسی حسین محفل سجانے پر انجمن کے تمام کارکنان کو دلی مبارکباد دی اور آئندہ بھی ایسی محفلوں کے انعقاد پر زور دیا۔

اس طرح رات ایک بجے تک یہ ادبی پروگرام چلتا رہا اور پھر اسے اگلے پروگرام تک کے لیے ملتوی کر دیا گیا۔

مشاعرے میں جن اشعار کو سامعین نے بیحد پسند فرمایا قارئین کی دلچسپی کے لیے پیش خدمت ہیں:

☆ڈاکٹر پیرزادہ قاسم

چراغ ہوں کب سے جل رہا ہوں' مجھے دعاؤں میں یاد رکھیے
جو بجھ گیا تو سحر نما ہوں' مجھے دعاؤں میں یاد رکھیے
وہ بات جو آپ کہہ نہ پائے، میری غزل میں بیاں ہوئی ہے
میں آپ کا حرف مدعا ہوں' مجھے دعاؤں میں یاد رکھیے
یہ آپ کے چشم ولب کی آزادیاں سلامت کہ ان کی خاطر
میں کب سے سولی پہ ٹنگ رہا ہوں' مجھے دعاؤں میں یاد رکھیے
مجھے بھلانا اب آپ کے اختیار میں بھی نہیں ہے یعنی
میں آپ کے درد کی صدا ہوں' مجھے دعاؤں میں یاد رکھیے

☆عامر قدوائی

الجھتی کودتی لہروں کا جب سنگم ہوا ہوگا
سمندر میں کناروں پر محبت لکھ دیا ہوگا
میں تتلی بن کر اس کو ہر جگہ ڈھونڈتا ہوں
وہ خوشبو بن کر ہواؤں میں اڑ گیا ہوگا

☆مرغوب جمیل

جب آنکھ بھر' بھر آئی تو اشکوں کو چھپانا کیسا
جب دل مچل اٹھا تو پھر اس کو منانا کیسا
الفاظ کے تیر ونشتر پیوست دل کر کے
زخموں پہ نمک چھڑکے ہے' ظالم ہے زمانہ کیسا

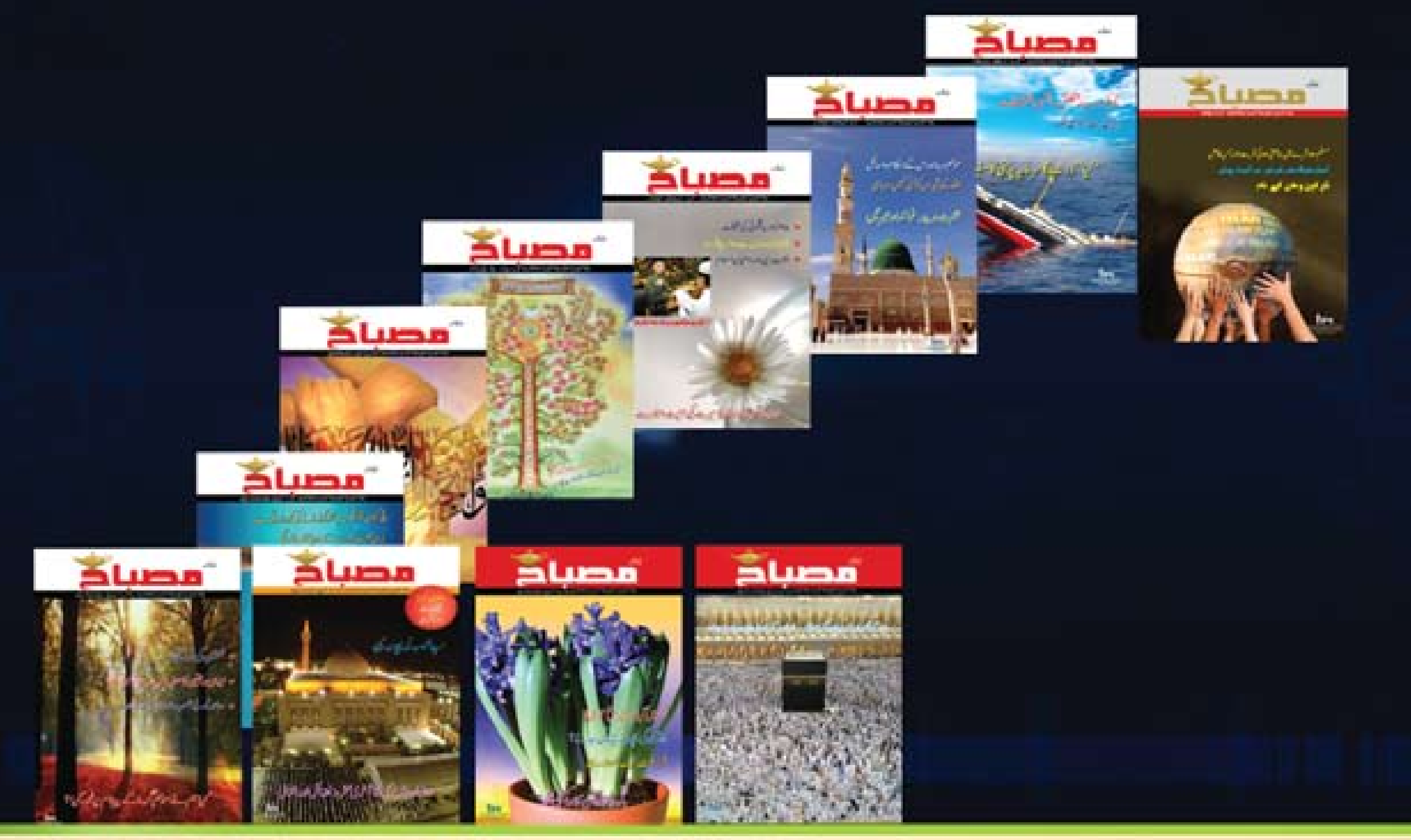

ماہنامہ ''مصباح''، خلیجی ممالک میں اپنی نوعیت کا ایک کثیر الاشاعت
اردو مجلّہ ہے۔اس میں اشتہار دے کر آپ اپنی تجارت کو فروغ دیجئے!

ہماری شرط

اشتہار غیر شرعی، غیر مہذب اور بے حیائی پر مبنی نہ ہو

	Description	Advertisement Rate	30% Discount for One year	20% Discount for one Month
1	Inside Page of Front Cover	KWD 150	KWD 105	KWD 120
2	Inside Page of Back Cover	KWD 150	KWD 105	KWD 120
3	Single Page Inside	KWD 100	KWD 70	KWD 80
4	Two middle pages	KWD 200	KWD 140	KWD 160
5	Back Cover Page	KWD 200	KWD 140	KWD 160

Half Page : Half of the above mentioned rates
Quarter Page : Quarter of the above mentioned rates

contact:
email:safatalam12@yahoo.co.in, Tel.No: 22444117 ext.104, 97257389